بسم اللہ

دعاء دوا شفاء

ام عبد منیب

مشربہ علم و حکمت

نزد جامعہ ام اشرف جمال اقبال پارک ۲۰ کلومیٹر فیروز پور روڈ لاہور

نام کتاب :۔ بسم اللہ دعا، دوا، شفاء

ناشر :۔ مشربۂ علم وحکمت

طابع :۔ محمد مسعود عبدہٗ

پریس :۔ زاہد بشیر

تعداد :۔ ایک ہزار

قیمت :۔ ۲۱ روپے

ملنے کا پتہ :۔ مکتبۂ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور

(۲) مشربۂ علم وحکمت نزد جامعہ اُمّ اشرف جمال

اقبال پارک ۲۰ کلو میٹر فیروز پور روڈ لاہور

مشتملات

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

السّلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ!
اس کتاب میں "بسم اللہ' دعاء' دوا 'شفاء" کے بارے میں "مشربۂ علم و حکمت" قرآن و حدیث سے حاصل مطالعہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔

(۱) دوا کے استعمال کا آغاز اگر "بسم اللہ" سے ہو تو دوا اس کی برکت سے مؤثر ہوجاتی ہے!

(۲) "دعا" کی ابتدا میں بسم اللہ کی موجودگی دعا کو شرفِ قبولیت عطا کرتی ہے۔

(۳) "شفاء" کے حصول پر بسم اللہ بطور اعتراف شفاء کو توانائی عطا کرتی ہے۔ اس ربِ ذوالجلال والاکرام کی قسم جس کے ہاتھ میں ہم سب کی جان ہے' اللہ تعالیٰ اور رسولِ رحمت علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا ہر ارشاد "سچ" ہے صداقتِ کبریٰ ہے۔لہٰذا شرط اول یہ ہے کہ ہم دوا میں تاثیر' دعا میں مقبولیت اور مرض سے شفاء مانگنے سے پہلے اپنے دل' اور دماغ کو اچھی طرح ٹٹولیں۔ کہیں کسی کونہ میں چھپاہوا شیطان اس سچ کے بارے میں بے یقینی یا شک و شبہ کا زہر تو نہیں گھول رہا؟

اگر ایسا ہے تو یہ ہمارے لئے سخت خطرے کی گھنٹی ہے۔ شرک و شبہ اللہ تعالیٰ کی شان کریمی اور نبی کل عالم علیہِ الصلوٰۃ والسّلام کی بارگاہ صداقت میں گستاخی ہے اور گستاخ ہمیشہ محرومِ فضل و کرم رہتا ہے۔

اس کے برعکس اگر ہمارے دل اور دماغ میں اللہ تعالیٰ اور صادق و مصدوق رسول اللہ ﷺ کی صداقت و عظمت کا یقین محکم ہے تو ہمارے ہر مرض کی دوا بسم اللہ' ہر دعا کی نویدِ مقبولیت بسم اللہ 'ہر مرض کے لئے نعمتِ شفا بسم اللہ ہے۔

مدیر ادارہ
طالبِ دعا
احقر العباد محمد مسعود عبدہٗ عفی اللہ عنہ

☆☆☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

کلامِ ربّ العالمین کی پیشانی کا وہ مقدس و منزّہ طغریٰ جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے کلام کے افتتاح کے لئے منتخب فرمایا۔ مبلّغِ علم الوحی و حکمِ الٰہی ﷺ اسی نورانی آیت سے اپنے ہر کام کا آغاز فرماتے اور ہر مسلمان کو بھی اپنے کاموں کا آغاز اسی سے کرنے کی تلقین فرمائی۔

☆ اس افتتاحیہ کلام کی اہمیت و افادیت کیا ہے ؟

☆ آغازِ کار میں کیوں یہ آیت ادا کرنا چاہیئے؟

☆ مسلمان کا اس کے ساتھ قلبی و روحانی تعلق کیسا ہونا چاہیئے؟

آئندہ اوراق میں اسی کے بارے میں حاصل شدہ علم کا تذکرہ کیا جائے گا۔ اللہ کرے یہ تذکرہ الفاظ کی حدود سے نکل کر ہمارے اعمال کی سرحدوں میں بسیرا کرلے۔ آمین

☆ ☆ ☆

باب اول

لغوی مفہوم

بِ = ساتھ

اِسْمِ = نام

اللہ = اللہ

رحمٰن = بڑا مہربان بہت بخشش کرنے والا۔

رحیم = نہایت رحم والا

☆ ب ۔ میں ' سے ' پر ' ساتھ ' بسبب "ابو البقاء" کفوی اپنے کلیات میں لکھتے ہیں "باء" ہی وہ حرف ہے جو سب سے پہلے نطقِ انسانی میں آیا اور زبان کھلنے کی ابتداء اسی سے ہوئی۔"

غور کریں تو ہر بچہ جب مہمل آوازیں نکالنا شروع کرتا ہے تو باء ہی سے بولنا شروع کرتا ہے۔

"باء" کے معنی میں "وصل" "الصاق" یعنی ملانا شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنی کتاب کا آغاز اور کلام و خطاب کی ابتداء فرما کر اس کے مرتبہ کو بلند ' اس کی شان کو اعلیٰ اور اس کی برھان کو ظاہر کردیا ہے۔ یہ حروفِ جارہ میں سے ہے۔ جن کی وضع اس لئے عمل میں آئی ہے کہ افعال کے معانی کو اسماء تک پہنچا دیا جائے۔ یوں تو باء کے کئی معنی ہیں لیکن بسم اللہ میں باء استعانت ہے یعنی کسی سے مدد چاہنا۔

جب باء اس معنی میں آتی ہے تو آلۂ فعل پر داخل ہوتی ہے جیسے بسم اللہ کی باء کے معنی ہیں "میں اللہ کے نام سے مدد لیتا ہوں۔"

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے (لغات القرآن جلد دوم)

☆ اسم = نام، جس سے کسی شے کی ذات معلوم کی جا سکے جمع اسماء

☆ اللہ = اسم ذات

○ وہ نامِ مقدّس جو انسانی تعلیم کو اپنے رب کے تعارف سے خبریاب کرنے والا ہے!

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ (سورہ علق)

"اے رسولؐ آپ اپنے رب کا نام لے کر پڑھا کیجئے جس نے پیدا کیا۔"

○ اللہ ! وہ نامِ مقدّس جو اسمائے حسنٰی کا مالک ہے!

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى (حشر ۲۴)

"وہ اللہ برحق خالق، باری، مصوّر ہے اس کے اچھے نام ہیں۔"

○ اللہ ! وہ نامِ مقدّس جس کا ہم صفت، ہم سر کوئی نہیں۔

فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا (مریم ۶۵)

"سو اس کی عبادت کر، اسی کی عبادت پر قائم رہ بھلا تو کسی کو اس کا ہم نام جانتا ہے؟"

○ اللہ ! وہ نامِ مقدّس جو صاحبِ برکت، صاحبِ جلال و الاکرام ہے!

تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِى الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (رحمان : ۷۸)

"بڑا بابرکت ہے نام آپ کے رب کا جو عظمت والا احسان والا ہے۔"

○ اللہ ! وہ نامِ مقدّس جو ربِ اعلیٰ کے نام سے اپنی تسبیح کو معنون کرتا ہے۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى (سورہ اعلیٰ)

"تسبیح کیجئے اپنے بلند رب کے نام کی"

سَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ (واقعہ ۷۴، ۹۶ الحاقہ ۵۲)

"پس تسبیح کیجئے اپنے ربِ عظیم کے نام کی"

○ اللہ ! وہ نامِ مقدّس جس کا ذکرِ رفیع طلوع الشّمس سے لے کر غروب الشّمس پر محیط ہر پل میں لازمی ہے!

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (... ۲۵)

اپنے رب کا صبح و شام نام لیا کیجئے۔

○ اللہ ! وہ نامِ مقدّس جس کا استحقاق ہے کہ اسے مکمل یکسوئی اور کامل توجہ کے ساتھ ادا کیا جائے!

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا (سورہ مزمل ۸)

"اور اپنے رب کا نام یاد کرتے رہو اور سب سے قطع (سوچ) کر کے اس کی طرف متوجہ رہو۔"

○ اللہ ! وہ نامِ مقدس جس کا ذکر صلوٰۃ جیسے عظیم عمل پر مشتمل ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى (اعلیٰ ۱۵، ۱۴)

"بامراد ہوا وہ جو (عقائد و اخلاق میں) پاک ہوا اور اپنے رب کا نام لیتا اور صلوٰۃ ادا کرتا رہا"

○ اللہ ! وہ نامِ مقدّس جس کی شانِ رفعت کا تذکرہ مساجد کی زینت و تکریم ہے!

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ

(نور ۳۶)

"وہ ایسے گھروں میں عبادت کرتے ہیں جن کی نسبت اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے اور ان میں اللہ کا نام لیا جائے۔"

○ اللہ ! وہ نامِ مقدّس جس کے ذکر سے جو روکے وہ رسوائی و خزیان کا لقمہ بنے!

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ (بقرہ ۱۱۴)

"اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدوں میں اس کے نام کا ذکر کیا جانے سے روکے۔"

○ اللہ ! وہ نامِ مقدّس جو انسانی رابطوں میں نقطۂ اوّلین کی عظمت کا حامل ہے۔

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ (نمل : ۳۰)

"وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور اس میں ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تم لوگ میرے مقابلہ میں تکبر مت کرو اور میرے پاس مسلمان ہو کر چلے آؤ۔"

○ اللہ ! وہ نامِ مقدّس جس سے الحاد کا ارتکاب کرنے والوں سے قطعِ تعلّق فرض ہے!

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْ اَسْمَآئِهٖ (الاعراف : ۱۸۰)

"اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لئے ہیں سو ان ناموں میں اللہ ہی کو پکارو اور ایسے لوگوں سے تعلّق بھی نہ رکھو جو اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں۔"

○ اللہ ! وہ نامِ مقدّس جس کے نام ہمارے سفینۂ حیات و نجات کا آغاز سفر بھی ہے اور انتہائے قرار بھی!

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (ھود:۴۱)

۱ "اس کا چلنا اور ٹھہرنا سب اللہ ہی کے نام سے ہے۔ بالیقین میرا رب غفور ہے رحیم ہے۔"

○ اللہ ! وہ نامِ مقدّس جو کلامِ ربِّ ذوالجلال کی ہر سورت کا افتتاح ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

"اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔"

اللہ ! وہ نامِ مقدّس جو مذبوح جانور کو کھانے کے قابل بناتا ہے۔

فَكُلُوۡا مِمَّا ذُكِرَ اسۡمُ اللّٰهِ عَلَيۡهِ (انعام : ۱۱۸)

کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔"

○ اللہ ! وہ نامِ مقدّس جو آلاتِ شکار پر لیا جائے تو ذبیحہ ہم پر حلال ہو جاتا ہے۔

كُلُوۡا مِمَّاۤ اَمۡسَكۡنَ عَلَيۡكُمۡ وَاذۡكُرُوا اسۡمَ اللّٰهِ عَلَيۡهِ (مائدہ:۴)

"شکار کئے گئے جانور کا کھانا ہم پر حلال ہو جاتا ہے۔"

(تو ایسے شکاری جانور جس شکار کو) تمہارے لئے پکڑیں اس کو کھاؤ اور اس پر اللہ کا نام بھی لیا کرو۔

○ اللہ ! وہ نامِ مقدّس جس سے منسوب قربانی کے جانور کا فعل ذبح اخلاص فی الدّین ہے!

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلۡنَا مَنۡسَكًا لِّيَذۡكُرُوا اسۡمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمۡ مِّنۡۢ بَهِيۡمَةِ الۡاَنۡعَامِ

(حج : ۳۴)

"اور ہم نے ہر امت کے لئے قربانی کرنا اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ وہ ان مخصوص چوپاؤں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے ان کو عطا فرمائے۔"

فَاذۡكُرُوا اسۡمَ اللّٰهِ عَلَيۡهَا صَوَآفَّ (حج : ۳۶)

"سو تم ان پر کھڑے کر کے اللہ کا نام لیا کرو۔"

لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ عَلٰى مَارَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ (حج : ۲۸)

"تاکہ اپنے دینی و دنیوی مفاد کے لئے آموجود ہوں اور تاکہ ایامِ مقرّرہ میں ان مخصوص چوپاؤں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے ان کو عطا کئے ہیں۔"

○ اللہ ! وہ نامِ مقدّس جس کے ذکر سے جو مذبوح جانور محروم رہے وہ حلال ہونے کے باوجود حرام قرار پاتا ہے!

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ (انعام : ۱۲۱)

"اور ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور یہ کام فسق ہے۔"

بے شک اللہ بے مثل ' بے سہیم ' لاشریک ہستی ہے۔ اس کے اسمِ بے مثال کے معانی متعیّن کرنے میں تمام صاحبِ لغت متردّد ہیں جو معانی اپنی اٹکل سے انہوں نے متعیّن کرنے کی کوشش کی ہے' ان پر انہیں خود اعتماد نہیں۔ اعتماد ہو بھی تو کیسے؟ جیسے اس کی صفت هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ' اَللّٰهُ الصَّمَدُ ' لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ہے۔ اسی طرح وہ خود کسی سے مشتق ہے نہ اس سے کوئی مشتق۔

"شرح اسمائے حسنیٰ" میں لفظ اللہ کے تحت مولانا سلمان منصور پوری رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

لفظ اللہ کی ترکیبِ لفظی پر غور کریں تو اس کی ایک امتیازی شان نظر آتی ہے جو کسی بھی اسم کو حاصل نہیں :

☆ اللہ کا الف (ہمزہ) نہ لکھا جائے تو لِلّٰہ پڑھا جاتا ہے۔ جس کے معنی ہیں ہر ایک شے اللہ کی ہی ملک ہے۔ قرآن پاک میں ہے لِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

☆ اللہ سے ایک لام کم ہوجائے تو لَهٗ رہ جاتا ہے یہ حرفِ واحد بھی اسی پر دال

کرتا ہے مثلاً لَهٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کی حفاظت کا کس قدر اہتمام فرمایا ہے اگر کلمۂ توحید پر غور کریں تو عجب حروف کی ساخت نظر آتی ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ میں کوئی بھی ایسا حرف نہیں جو اسمِ ذات اللّٰہ میں موجود نہ ہو، اللہ کے اندر موجود حروف کی ترکیب ہی سے کلمۂ توحید مرکّب ہے۔

☆ یہ اسم اللہ ہی کا خاصہ ہے کہ الف لام تعریف اسم کا مستقل جزو بن گیا ہے۔

☆ اسم اللہ ہی کا خاصہ ہے کہ اس پر تائے قسم وارد ہوتی ہے ورنہ حرف "تا" معنی "قسم" کسی اور اسم پر وارد نہیں ہوتا۔

☆۔ یہ اسم اللہ ہی کا خاصہ ہے کہ اَلْحَمْدُ کا استعمال اسی ذات کے لئے مخصوص ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلرَّحْمٰنِ یا اَلْحَمْدُ لِلرَّحِیْمِ نہیں کہہ سکتے۔

☆ یہ اسم اللہ ہی کا خاصہ ہے کہ اس کے آخر میں حرف میم شامل کر کے حرفِ ندا کا کام لیا جاتا ہے اور پھر اس سے قبل حرفِ ندا کی ضرورت باقی نہیں رہتی یعنی اَللّٰھُمَّ کہتے ہیں یَااَللّٰھُمَّ نہیں کہہ سکتے۔"

(مزید تفصیل کے لئے دیکھئے شرح اسمائے حسنٰی - مولانا سلمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ)

انتباہ :

لغوی ، لفظی اور وصفی امتیازِ توحید کا علم ہونے کے بعد ہمیں یہ ہرگز زیب نہیں دیتا۔ کہ لفظ اللہ کا ترجمہ یا اسے متبادل کسی دوسری زبان سے موسوم کیا جائے۔ ایسا کرنا ایک بہت بڑی غلطی ہے۔ لہٰذا خدا ، گاڈ (GOD) ، رام ، اور یزداں کہنا اسم اللہ کی معنوی ، لفظی ، وصفی اور ذاتی وحدانیت کی تکذیب کے مترادف ہے۔

رحمٰن :

بڑا مہربان، بہت بخشش کرنے والا۔ چونکہ اس لفظ کے معنی سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی پر صادق نہیں آتے، اس لئے یہ کسی اور کے لئے استعمال نہیں کر سکتے۔ یہ علمیت کے لحاظ سے لفظ اللہ کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی

"اللہ کہو یا رحمان جو کچھ بھی کہو اللہ کے تو سب نام بہتر ہیں۔"

قرآن پاک میں یہ اسم ترین جگہ مستعمل ہوا ہے اور بطور اسم صفت نہیں بلکہ اسمِ ذات ہی مستعمل ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے شرفِ عبودیت کی نسبت اپنے اسم رحمان کے ساتھ بالخصوص ذکر فرمائی ہے۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (فرقان : ۶۳)

"رحمان کے (اصلی) بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں اور جاہلوں کے منہ آئیں تو کہہ دیتے ہیں کہ تم کو سلام۔"

یاد رہے کہ رحمٰن کیونکہ خاص اللہ ہی کا اسم ہے اس لئے کسی کا نام عبدالرحمٰن ہو یا کسی اور بشری صفت کے ساتھ رحمٰن سے ملحق ہو تو پورا نام لینا چاہئے صرف رحمان کہنا درست نہیں۔

رحیم :

بڑا مہربان نہایت رحم والا۔ یہ فعل کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اس کی جمع رُحَمَاء ہے یہ اللہ کے علاوہ دوسروں کے لئے بھی استعمال کر سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی صفت رؤف الرحیم بیان فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کا یہ اسم مقدس

قرآن پاک میں ۱۰۴ بار وارد ہوا ہے - یہ اسم رحمت سے مشتق ہے- ابو الکلام آزاد لکھتے ہیں-

"عربی میں رحمت عواطف کی ایسی رقّت اور نرمی کو کہتے ہیں جس سے کسی دوسری ہستی کے لئے احسان و شفقت کا ارادہ جوش میں آجائے' رحمت میں محبت' شفقت' فضل' احسان سب داخل ہیں-"

گویا اللہ تعالیٰ کا یہ اسم بندوں کے لئے ایک بہت بڑی ہمدردانہ' مشفقانہ اور احسان جیسی صفات کا مظہر ہے-جو انسانی تعلیم و تربیت کا بنیادی اور بے مثال مؤثر نفسیاتی اصول ہے-اللہ تعالیٰ اپنے کلام مجموعہ تعلیم و تربیت قرآنِ حکیم کے طالب علم سے اپنا تعارف اسی عنوانِ جلی سے فرماتے ہیں !

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جس کا ایک ایک حرف اپنے دامن میں ہمارے لئے دعا' دوا اور شفاء کی نعمتیں سمیٹے ہوئے ہے-ہماری کوئی مشکل ہو'کوئی بیماری ہو'کوئی الجھن ہو' اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے چاہئے کہ اس کی تکرار اور اس کے مفہوم پر یقین کو اپنے معمول کا حصہ بنالیں-

بسم اللہ : دعا- دوا- شفاء کیسے ؟

اگر ہم بِسْمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیْم کے معانی اور اس سے ترتیب یافتہ ادعیۂ ماثورہ پر غور کریں تو ان کی تین بنیادی صفات مشترک نظر آتی ہیں-

☆ دعا :

اس کا لفظی مطلب ہے مانگنا - ہم جانتے ہیں کہ ہر انسان بنیادی طور پر منگتا ہے'بچہ ماں سے دودھ کی مانگ کرتا ہے- رشتہ دار حقوق کی مانگ کرتے ہیں-

مزدور تنخواہ مانگتا ہے تو کارخانہ دار کام کی مانگ کرتا ہے۔ عوام بنیادی سہولتیں مانگتے ہیں اور حکومت ٹیکس ۔ غرض مانگ کا سلسلہ پہلی سانس سے آخری سانس تک چلتا ہی رہتا ہے۔ لیکن زندگی کے اس لازمی جزء کا مرجع ایسی ذات ہونی چاہیے۔ جس سے جتنا مانگیں۔ جب مانگیں ' جو مانگیں 'دینے پر قدرت رکھتی ہو۔ دینے کے بعد اسے اپنے خزانے میں کمی کا کوئی اندیشہ نہ ہو۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ انسان کی اسی مانگ کا بہترین اسلوب ہے جو خود عطا کرنے والے قادرِ مطلق نے انسان کو سکھایا ہے۔ مانگنے کے آداب خود سکھا دینا اس کے انتہائی مشفق ہونے کی دلیل ہے۔ احادیث میں جتنی بھی ایسی دعائیں ہیں جو کسی کام کے آغاز سے تعلّق رکھتی ہیں۔ ان میں سے اکثر سے قبل بسم اللہ کے الفاظ موجود ہیں۔ انسان اپنے آغازِ کار کے وقت بسم اللہ کہہ کر درحقیقت اللہ سے استعانت طلب کرتا ہے۔ اپنے کام میں نیکی کی خوشبو' خیر کی مانگ ' راہنمائی کا نور' تکمیل کے اسباب اور بعد از تکمیل اس کے پائیدار وجود کی مانگ کرتا ہے۔ یوں انسان کا مجوّزہ کام سر بسر خیر بن جاتا ہے۔ اگر ہر فرد بسم اللہ کی اس دعائیہ حقیقت کو جان لے تو معاشرے سے بدی کے جراثیم خود بخود ختم ہوجائیں اور اچھائیوں کی شمیم جاں فزا فکر و عمل کو معطّر کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے آغاز ۔ ہمیں یہ لمحۂ فکریہ بھی مہیا کرتا ہے کہ ہم جس کام کا افتتاح بسم اللہ سے کررہے ہیں وہ خود معروف (اچھائی اور نیکی) کی ذیل میں بھی آتا ہے یا نہیں ؟ کیونکہ اللہ کی مدد صرف اچھے کام پر نصیب ہوتی ہے۔

دوا :

دوا کا مطلب ہے ذریعۂ علاج۔ اپنے مجوّزہ کام کے لئے اچھے آغاز' اچھے انجام کی دعا کے بعد سب سے بڑی ضرورت اثنائے کار پیش آمدہ مزاحمتوں کا

سدباب ہے کیونکہ خیر کے ساتھ شر کا تصادم لازمی امر ہے اور شر کی ترغیب کا محرک شیطان ہے۔ جس نے انسان کو تاقیامت گمراہ کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے گو اللہ تعالیٰ نے اس پر واضح فرمادیا ہے کہ میرے صالح بندوں پر تیرا بس نہیں چلے گا۔ شیطان کے شرپسندانہ ہتھکنڈوں سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے ترجمان ' صادق و مصدوق نبی ﷺ نے بسم اللہ کا نسخہ تجویز فرمایا جو کارگر بھی ہے ' کارساز بھی ' اگر صحیح علاج میسّر نہ ہو تو تنومند جسم چھوٹے سے چھوٹے مرض سے بھی مات کھا جاتا ہے۔ بسم اللہ بندے کے لئے اللہ کی طرف سے یہ ضمانت نامہ ہے کہ تم نے اپنے کام کے متعلقات اللہ کے حوالے کردیئے ہیں اور جو چیز اللہ کے حوالے ہوجائے اس پر شیطان تصرّف نہیں کر سکتا۔ بسم اللہ کی اسی دوائیہ حیثیت کے بارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"اگر انسان کھاتے وقت اور گھر داخل ہوتے ہوئے بسم اللہ نہ کہے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے تمہارے لئے یہاں کھانے کا انتظام بھی ہوگیا اور رات بسر کرنے کا ٹھکانا بھی مل گیا" (صحیح مسلم)

شیطان کے وار سے بچاؤ کے لئے اکثر دعاؤں میں اللہ کی مدد کے ساتھ ساتھ شیطان سے بچاؤ سے مبنی الفاظ پر دعائیں ملتی ہیں۔ جن کی تفصیل آئندہ صفحات میں آرہی ہے۔

شفاء :

بیماری سے تندرستی کی طرف لوٹنے کا نام شفاء ہے کیونکہ جس طرح انسانی جسم تندرستی کی رکاوٹ (بیماری) کو مغلوب کرلیتا ہے ' بالکل اسی طرح مسلسل جانفشانی سے کسی کام میں کامیابی پر آدمی انتہائی مسرّت محسوس کرتا ہے۔ اسی مسرت بخش ' ٹھنڈک آمیز ' احساسِ تکمیلِ کار کا نام شفاء ہے۔

بسم اللہ .... مفتاحِ اُمّ الکتاب

رب رحمان و رحیم نے اپنے کلام کا افتتاح بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے فرمایا تاکہ انسان اس جامعتہ العلوم سے فیضیاب ہونے کے لئے دعا۔ دوا اور شفاء کی مفتاح سے کام لے ------- اپنی زبان ' اپنے دل' اپنے ذہن کو دیگر تمام خارجی سہاروں سے خالی کردے تاکہ نورِ ہدایت اپنی تمام تابانیوں کے ساتھ دل ' زبان اور ذہن پر ضیاء پاشی کر سکے۔ یہ حقیقت ہے کہ کلامِ الٰہی سے ہدایت تبھی میسر ہو سکتی ہے' جب دل ہدایت قبول کرنے پر آمادہ ہو---- اور جان بوجھ کر کسی باطل نظریئے کے سحر میں مبتلا نہ ہو---- قرآن سے ہدایت یابی پر قلب کو آمادہ کرنے کے لئے اور باطل نظریات سے رہائی کا واحد نسخہ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

بسم اللہ اور --------- افتتاحِ سُوَر

اس خیرِ کل بسم اللہ کو یہ شرف خود اللہ رحمان و رحیم نے عطا فرمایا کہ قرآنِ حکیم کی جامعتہ العلوم میں حضوری کے بعد ------ قرآنِ حکیم کی ہر علمی فصیل (سورۃ) میں حاضر ہونے کے لئے بھی اسی مفتاحُ الرّحمت کو لازم قرار دیا---اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو ہر سورت کا لازمی جزُ بنا دیا گیا تاکہ لکھنے پڑھنے اور بولنے میں بخیل انسان بھی اس کی برکتوں سے محروم نہ ہونے پائے اور اس کے فوائد حاصل کر سکے ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ۔

"جب حضرت جبرائیلؑ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتے ' وحی لاتے ' اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے تو ہمارے رسول اللہ ﷺ سمجھ جاتے کہ یہاں سے نئی سورت شروع ہوتی ہے" (مسند ابی داوٗد) ایک اور صحابی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔

"ہم بارگاہِ نبوت میں حاضر تھے۔ نبی اکرم ﷺ پر ایک خاص کیفیت طاری ہوگئی۔ تھوڑی دیر بعد آپ ﷺ نے سر اٹھایا تو مسکرا رہے تھے۔ ہم نے مسکرانے کی وجہ دریافت کی۔ فرمایا مجھ پر ابھی ابھی ایک سورۃ نازل ہوئی ہے۔ اور پھر سورۃ کوثر کی یوں تلاوت فرمائی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ○ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَالْاَبْتَرُ ○ (صحیح مسلم)

بسم اللہ ...... جزوِ سبع المثانی

اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ (حجر: ۸۷)

"اور ہم نے آپ ﷺ کو سات آیتیں دیں جو دہرائی جاتی ہیں اور قرآنِ عظیم۔"

سبعِ مثانی کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"اُمُّ القرآن یعنی سورہ فاتحہ ہی سبعِ مثانی ہے"۔ صحیح بخاری

ابو سعید بن المعلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

"سورہ فاتحہ سبعِ مثانی اور قرآنِ عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔"

سبعِ مثانی کا مطلب ہے "سات بار دہرائی جانے والی" یا "سات آیات" .... سورہ فاتحہ کی سات آیات بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے ساتھ مکمل ہوتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ بسم اللہ الرحمان الرحیم سبعِ مثانی (سورہ فاتحہ) کا مستقل جزء ہے۔

بسم اللہ ...... اور ...... سابقہ انبیاء

حضرت نوح ؑ کی قوم نے جب اللہ کے نبی کے ساتھ تمسخر کیا، تکذیب حق

سے باز نہ آئے تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے طوفانی عذاب بھیجا۔ اس وقت طوفان کے شدائد سے بچاؤ کے لئے حضرت نوحؑ بسم اللہ کے ساتھ نہ صرف خود کشتی میں سوار ہوئے بلکہ اپنے اصحاب کو بھی اس کی تاکید فرمائی۔

قَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَ مُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○(ھود : ۴۱)

فرمایا"سوار ہو جاؤ اس میں' اس کا چلنا اور ٹھہرنا سب اللہ ہی کے نام سے ہے' بالیقیں میرا رب غفور ہے رحیم ہے"۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم اپنے مکمل ترتیبِ جمال کے ساتھ حضرت سلیمانؑ کے اس خط میں نظر آتی ہے جو انہوں نے ملکۂ سبا کے نام اسے دعوتِ اسلام پیش کرتے ہوئے لکھا تھا' اس کا متن قرآن پاک میں اب بھی پوری آن بان کے ساتھ موجود ہے۔

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَ اْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ○(نمل : ۳۰)

"وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور اس میں ہے بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ تم لوگ میرے مقابلہ میں تکبر مت کرو اور میرے پاس مسلمان ہو کر چلے آؤ۔"

قرآن پاک ہی ہمیں یہ خبر دیتا ہے کہ بسم اللہ الرحمان الرحیم سے مرتّب خط کا یہ اثر ہوا کہ اللہ رحمان و رحیم نے ملکۂ سبا کا سینہ اسلام کے لئے بغیر کسی ردّو کد کے کھول دیا۔ حضرت سلیمانؑ نے ہر مسلمان نامہ نگار کے لئے یہ روایت جاری فرمادی کہ وہ اپنی تحریر کا آغاز اسی دعا ....دوا...... شفا پر مشتمل الفاظ سے کرے' تاکہ اس کا مقصد خیر کے ساتھ تکمیل پائے۔

بسم اللہ اور........ حکیمِ الٰہی

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی طرف جو سب سے پہلی وحی نازل کی اس میں فرمایا۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ○

"اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ اپنے رب کا نام لے کر پڑھا کیجئے' جس نے پیدا کیا۔"

اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہمارے رسول ﷺ کے لئے ہی نہیں بلکہ ہر مسلمان کے لئے ہے اور اللہ کا نام لے کر پڑھنے کا وہی طریق موزوں ہے جسے رحمتِ عالم ﷺ سے سندِ قبولیت ملی۔ یعنی بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ لہٰذا تلاوتِ آیات کا آغاز بسم اللہ الرحمان الرحیم سے کرنا ضروری ہے۔

بسم اللہ اور......اس کی قرأت :

صحابہ کرامؓ کی محبتِ رسالت کے کیا کہنے۔ انہوں نے رسولِ رحمت ﷺ کا ایک ایک لفظ ہی نہیں لہجہ تک محفوظ رکھا اور ہم تک پہنچایا۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم آپ کی زبان مبارک کس اندازِ قرأت کے ساتھ ادا فرماتی تھی' اس کی مصدقہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ نے محفوظ رکھی۔ آیئے اس لہجۂ نبوت کو دل میں اتار کر زبان سے ادا کرنے کی کوشش کریں تاکہ اتباعِ رسالت کی زیادہ سے زیادہ سعادت نصیب ہو اور اس کے رحیمانہ اثرات ہماری زندگیوں کو خوشحالی سے ہم کنار کریں۔

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا "رسول اللہ ﷺ قرآنِ حکیم کیسے پڑھتے تھے؟" حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھ کر سنائی۔ آپ ﷺ نے بسم اللہ میں لام پر مد کیا پھر رحمان کی میم پر مد کیا پھر رحیم کی یاء پر اور کہا

رسول اللہ ﷺ قرأت کرتے ہوئے ہر مد کو اسی طرح ادا فرماتے ' جس طرح میں نے بسم اللہ کے مد ادا کئے ہیں ۔" (صحیح مسلم، صحیح بخاری)

بسم اللہ کا .... کُل یا جُزء

بسم اللہ الرحمان الرحیم ہر جگہ مکمل پڑھنا چاہئے یا صرف بسم اللہ ؟

ہمارے لئے مکمل اور معیاری اتباع کا اصول صرف نبیٔ کُل عالم ﷺ کا عمل ہے' جہاں جہاں آپ ﷺ نے بسم اللہ کا ابتدائی حصہ پڑھا ہے ہمیں بھی ابتدائی حصہ پر کفایت کرنا چاہئے اور جہاں جہاں آپ ﷺ نے مکمل بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھی وہاں مکمل پڑھنا چاہئے اور جہاں مخصوص ماثور الفاظ نہیں ملتے وہاں صرف ابتدائی حصہ ہی کافی ہے کیونکہ آئندہ سطور میں آپ دیکھیں گے کہ تلاوت ' سورۃ کے آغاز اور تحریر سے قبل ان تین مواقع کے علاوہ باقی ہر جگہ نبیٔ محترم ﷺ نے مکمل بسم اللہ الرحمان الرحیم کی بجائے صرف بسم اللہ ہی پڑھا ہے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ آپ ﷺ کا یہ ارشاد کہ "ہر کام کا آغاز اللہ کے نام سے کرو' چاہے کھانا کھانے لگو ' دروازہ بند کرو یا برتن ڈھانکنے لگو ۔" اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن کاموں کے لئے متعیّن ماثور الفاظ نہیں ملتے ان سے پہلے بھی بسم اللہ پڑھنا لازمی ہے مثلاً کتاب کھولتے ہوئے 'کوئی چیز اٹھاتے یا دیتے لیتے ہوئے وغیرہ۔

حاصلِ مدّعا!

بسم اللہ کے دعائیہ .... دوائیہ ...... شفائیہ اثرات ہمیں تبھی نصیب ہو سکتے ہیں جب کہ ہم اسے جائز کاموں سے قبل ہی ادا کریں ..... اگر کوئی ناجائز اور غلط کام کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھیں تو یہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی کھلی نافرمانی ---- اللہ

کے حضور گستاخی اور ڈھٹائی ہے ---- اللہ کی نافرمانی اور اس پر اسی سے مدد چاہنا نعوذ باللہ یہ بسم اللہ کے ساتھ استہزاء کرنا ہے۔ اللہ تعالٰی سب کو اس سے محفوظ رکھے - آمین۔

ایک سوال ؟

جو لوگ بسم اللہ نہیں کہتے ان کا کام بھی ہو جاتا ہے - ایسا کیوں ؟ در اصل جو لوگ بسم اللہ نہیں کہتے ان کے کام کو تکمیل تک پہنچانے میں کچھ اور عوامل اس کام میں شامل ہوتے ہیں مثلاً بسم اللہ کے بجائے کسی دوسرے انداز میں اللہ کا نام لینا جیسے یا اللہ خیر! یااللہ تیری مدد! اللہ نے چاہا تو دیکھنا یہ کام ہوجائے گا۔ .... علاوہ ازیں خلوص اور لگن بھی کام کو پایۂ تکمیل تک پہچانے میں معاون ثابت ہوتے ہیں بشرطیکہ ارادہ بھلائی ہو...... جن کاموں میں ان میں سے کوئی عامل بھی شامل نہیں ہوتا وہ بظاہر تکمیل تک تو پہنچ جاتے ہیں لیکن برکت سے محروم رہتے ہیں - اس کام کے کرنے والا آخرت کے ثواب سے محروم رہتا ہے - بغیر اللہ کے نام کے کیا گیا کام زیادہ سے زیادہ صرف موت تک ساتھ دے سکتا ہے ' جیسے ہی قبر کا دورِ زندگی شروع ہوگا اس کے اثرات ساتھ چھوڑ دیں گے - لیکن جس کام میں بسم اللہ حسنِ نیت اور ایمان باللہ جمع ہوگئے اس کا اجر بعد از قیامت بھی (ان شاء اللہ) محفوظ ہوگیا۔

بسم اللہ..... استقبال عبادات

عبادت کا مطلب ہے اللہ کی اطاعت اور اس کے سامنے عجز و تذلل کا اظہار۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے تخلیقِ آدم کا مقصد ہی عبادت قرار دیا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (ذاریات : ۵۶)

"میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لئے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔"

اللہ کی عبادت اور اطاعت کے درست علم ' صحیح ادائیگی اور پختہ ایمان کے لئے اللہ ہی سے استعانت کی ضرورت ہے' اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے بسم اللہ بہترین دعا ہے' یہی وجہ ہے کہ عبادات کی لوحِ زرّیں پر بسم اللہ جگمگ جگمگ کرتی نظر آتی ہے۔

بسم اللہ .... اور وضوء

اللہ تعالیٰ اور اس کے عبد کے درمیان سب سے مضبوط اور بہترین تعلق کا مظہر عملِ صلوٰۃ ہے اور صلوٰۃ کے لئے تطہیرِ روح کے ساتھ ساتھ طہارتِ بدن بھی لازمی ہے۔ اس مقصد کے لئے ہمارے رسول ﷺ نے ہر صلوٰۃ کی ادائیگی کے لئے وضو کا حکم فرمایا۔۔ وضو کا آغاز کیسے ہو؟ وضو اپنی اصل روح کیسے برقرار رکھ سکتا ہے؟ وہ کون سا عمل ہے جس پر وضو کی مقبولیت کا انحصار ہے؟ سنئے!

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"جس نے بسم اللہ کہہ کر وضو نہیں کیا وہ وضو سے محروم رہا"(مسند احمد)

اس شخص کا کوئی وضو نہیں ' جس نے اللہ کا نام نہیں لیا اور جس کا وضو نہیں اس کی صلوٰۃ کیسے ہوگی؟ (صحیح بخاری)

رسول اللہ ﷺ وضو کرنے لگتے تو کہتے "اَتَوَضَّأُ بِسْمِ اللّٰہ" میں وضو کرتا ہوں اللہ کے نام سے۔(سنن نسائی)

وضو سے قبل بسم اللہ پڑھنے کا کیا اجر ملے گا؟

ایک بار آپ ﷺ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا"جب تم وضو کرنے لگو تو بِسْمِ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھ لیا کرو۔ تمہارے محافظ فرشتے جب تک وضو ساقط نہیں ہوگا۔ نیکیاں لکھتے رہیں گے۔" (طبرانی)

دوسرے کا وضو کراتے وقت :

ایک بار رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا"وضو کرنے کا اعلان کرو"یعنی صحابہ سے کہو وضو کر لیں ۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا"جابر پانی لو اور بسم اللہ کہہ کر مجھ پر ڈالتے جاؤ۔" چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بسم اللہ پڑھ کر پانی ڈالنا شروع کیا۔(صحیح مسلم)

بسم اللہ اور...... مرکزِ دعاء (مسجد) میں داخلہ

مساجد زمین پر اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں۔ ان میں اللہ کا نام بلند کیا جاتا ہے۔ مساجد اللہ اکبر کی صدائے دعوت کا مرکز ہیں۔ ان کے ادب و احترام میں۔۔۔۔۔ ان کی حدود میں شوروغل ' بدتہذیبی اور کھیل کود سے اجتناب لازم ہے ۔۔۔۔ بے شک مساجد میں داخل ہونا ایک ایسا عمل ہے جس سے اللہ تعالیٰ سے قلبی تعلّق مضبوط ہوتا ہے۔ اس تعلّق کو مستقل نتیجہ خیز بنانے کے لئے ضروری ہے کہ مساجد میں داخلے کے وقت وہ دعا پڑھی جائے جو معلّم کتاب و حکمت ﷺ نے ہمیں سکھائی ہے ۔۔۔۔۔ اور مساجد سے باہر نکلتے ہوئے بھی وہی دعا مانگیں جو ہمارے رسول ﷺ نے ہمیں عطا کی

ہے۔۔۔۔ تاکہ مساجد کے اندر ہی نہیں ' بلکہ باہر نکل کر بھی ہم اپنے رحمان اللہ کے احسانات و فضل و رحم سے محروم نہ رہیں۔ اور ہاں دیکھئے اس دعا کا سرنامہ بھی تو بسم اللہ ہی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے مسجد میں داخل ہونے کی دعا یوں روایت کرتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ بِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِىْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ --- (سنن ابنِ ماجه ' ترمذی ' نسائی)

"اللہ کے نام سے اور درود و سلام ہو اللہ کے رسول پر ' اللہ عظمت والے کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے 'اے اللہ میرے لئے رحمت کے دروازے کھول دے۔"

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کہا کرتے تھے کہ جب یہ دعا آدمی پڑھ لے تو شیطان کہتا ہے یہ آدمی تمام دن کے لئے میرے شر سے محفوظ ہو گیا۔
خیال رہے انسان بہت سی جسمانی ' ذہنی اور نفسیاتی بیماریوں کا شکار شیطانی شر کی وجہ سے بھی ہوتا ہے۔

بسم اللہ ...... (مسجد سے خروج) اور دعاء

مسجد سے باہر نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں باہر رکھیں اور پھر دایاں اور یہ دعا پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ ذُنُوْبِىْ وَافْتَحْ لِىْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ ---
(سنن ابنِ ماجه)

"اللہ کے نام سے اور سلام ہو اللہ کے رسول پر ' اے اللہ میرے گناہ بخش

دے اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔"

ان دعاؤں کے الفاظ پر غور کریں تو پتا چلتا ہے کہ داخلے کے وقت رحمت طلب کی گئی کیونکہ یہ وقت اللہ کی بارگاہ میں خاص حاضری کا تھاجب مادی دنیا کی طرف مسجد سے اٹھ کر جانے لگے تو فضل طلب کیا جو مال کے معنی بھی دیتا ہے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِى الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (جمعہ:)

"پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔"

بسم اللہ اور .... اقامتِ صلوٰۃ

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ○ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ○(اعلیٰ ۱۴ - ۱۵)

"بامراد ہوا وہ جو (عقائد و اخلاق میں) پاک ہوا اپنے رب کا نام لیتا رہا اور صلوٰۃ ادا کرتا رہا۔"

بسم اللہ کہہ کر مسجد میں داخل ہوگئے۔ رب کی بارگاہ میں حاضری کے لئے بسم اللہ کہہ کر وضو بھی کر لیااب انسان ادب سے کھڑا ہوگیا اور اللہ اکبر کہہ کر صلوٰۃ میں داخل ہوگیا'دنیا سے رشتہ توڑ لیا اور ربِّ اکبر سے کامل یکسوئی سے ہم کلام ہوگیا۔ جب اللہ کی تعریف دعائے استفتاح کے بعد سورہ الصّلوٰۃ (سورہ فاتحہ) کی قرائت کا وقت آیا تو پھر آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہی سے ہوا اور یوں ہر رکعت میں سبعِ مثانی 'اُمّ الکتاب (سورہ فاتحہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی کلاہِ سعادت سرپر رکھے دہرائی جاتی رہی - اللہ سے دعا... دوا ... شفاء کی مانگ کا سلسلہ جاری رہا۔ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں!

رسول اللہ ﷺ جب صلوٰۃ ادا فرماتے اور سورہ فاتحہ پڑھتے تو اگر قرأت بلند آواز سے فرماتے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی بلند آواز سے پڑھتے اگر قرأت آہستہ کرتے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی آہستہ پڑھتے۔

لیکن اکثر صحابہ کی روایت یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، آپ ﷺ قرأت بلند ہوتی یا آہستہ، ہمیشہ آہستہ ہی پڑھتے۔ علماء نے اسے دونوں طرح جائز سمجھا ہے اور دونوں پر عمل بھی کیا ہے کیونکہ دونوں طریقے سنت سے ثابت ہیں (تفسیر ابن کثیر)

التحیّات اور دعاؤں کی سربراہ .... بسم اللہ

قعدہ صلوٰۃ کا رکن ہے اس میں التحیات پڑھتے ہیں۔ موطا امام مالک میں منقول ہے کہ اگر صلوٰۃ چار رکعت پر مشتمل ہوتی تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان الفاظ سے مرتب تشہد پڑھتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ شَهِدْتُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شَهِدْتُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ (مؤطا امام مالک)

"اللہ کے نام سے ادب و تعظیم کے سارے کلمے اللہ ہی کے لئے ہیں اور تمام عبادات اللہ ہی کے لئے ہیں اور تمام پاکیزہ مالی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں 'سلام اللہ کے نبی پر اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ سلام ہم پر اور اللہ کے تمام نیکوکار بندوں پر' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔"

یاد رہے کہ مختلف روایاتِ تشہّد میں تشہّد کے مختلف الفاظ ملتے ہیں اور یہ ہر روایت کے مطابق جائز ہے۔ دیگر تمام صحابہ سے جو تشہّد مروی ہے اس کے آغاز میں

بسم اللہ نہیں ہے۔ البتہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی اس تشہد کا آغاز بسم اللہ ہے جس کی سربراہی میں ہم اپنی دعائیں پیش کرتے ہیں۔

بسم اللہ اور...... دعائے قنوت :

حضرت عمرؓ مندرجہ ذیل دعائے قنوت صلوٰۃ وتر میں پڑھا کرتے تھے' دیکھئے اس کا آغاز کس بابرکت آیت سے ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَ نَسْتَهْدِيْكَ وَ نَسْتَغْفِرُكَ وَ نَتُوْبُ اِلَيْكَ وَ نُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ كُلَّهٗ وَ نَشْكُرُكَ وَ لَا نَكْفُرُكَ وَ نَخْلَعُ وَ نَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ لَكَ نُصَلِّيْ وَ نَسْجُدُ اِلَيْكَ نَسْعٰى وَ نَحْفِدُ نَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَ نَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ -(رواہ الاثرم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ یا اللہ ! ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں تجھ سے ہدایت اور بخشش کے طلبگار ہیں اور تیرے حضور توبہ کرتے ہیں' تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں تیری ہر طرح کی بہترین تعریف کرتے ہیں 'تیرا شکر ادا کرتے ہیں ۔ ناشکری نہیں کرتے جو شخص تیری نافرمانی کرے ہم اس سے قطع تعلق کرتے ہیں اور اسے چھوڑتے ہیں ۔ یا اللہ ! ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں 'صرف تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں 'صرف تجھے ہی سجدہ کرتے ہیں' صرف تیری ہی راہ میں محنت اور جدوجہد کرتے ہیں' ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں 'تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں 'بے شک کافروں کو تیرا عذاب پہنچ کر رہے گا۔(بحوالہ کتاب الصیام مؤلفہ محمد اقبال کیلانی)

بسم اللہ اور .... حجرِ اسود کا بوسہ

حج ایک ایسی عبادت ہے جس میں تمام عبادات کی نوعیت شامل ہوتی ہے مالی' قولی اور فعلی عبادات ــ یوں تو حسبِ فرمانِ رسالت ہر کام سے قبل بسم اللہ پڑھنا

چاہیے لیکن طوافِ بیت اللہ کے وقت حجرِ اسود کو بوسہ دینے سے قبل ---- مسنون الفاظ کا اعادہ ضروری ہے۔ یہ بھی بسم اللہ کے مہتمم بالشّان الفاظ سے مرکّب ہیں یعنی
بسم اللہ ' اللہ اکبر
"اللہ کے نام سے اللہ سب سے بڑا ہے۔" (الحج و العمرہ)

بسم اللہ اور .... قربانی

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ

(حج : ۳۴)

"اور ہم نے ہر امت کے لئے قربانی مقرر کی اس غرض سے کہ وہ ان مخصوص چوپاؤں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے ان کو عطا کئے ہیں۔"

قربانی ---- حضرت ابراہیمؑ کی اطاعت ---- حضرت اسماعیلؑ کے صبر و حلم کی یادگار ہے ۔ قربانی ہمارے دلوں پر دستک دے کر کہتی ہے کہ اللہ کی اطاعت و محبت کے لئے مال ' اولاد اور جان غرض ہر ایک چیز قربان کردو۔ اللہ تعالیٰ قربانی کے ضمن میں انسان کے مال پر نہیں ---- حسنِ نیت اور خلوص پر فیصلہ فرماتا ہے۔

لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ حج

"نہ ان کے گوشت اللہ کو پہنچتے ہیں نہ خون مگر اسے تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔"

قربانی میں حصولِ تقویٰ اور مال کی محبت کے شکنجے سے بچنے کے لئے جو دعا نبی محترم ﷺ نے فرمائی ' اس کی روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زبان سے یوں ہے ۔

رسول اللہ ﷺ ایک مینڈھے کو ذبح کرنے لگے تو مجھ سے فرمایا "عائشہ ! چھری لاؤ ۔" میں چھری لائی ۔ پھر فرمایا "پتھر پر اچھی طرح تیز کر" میں نے چھری تیز کی ۔ پھر

آپ ﷺ نے مینڈھے کو پکڑا ' زمین پر لٹایا اور ذبح کرتے وقت یوں کہا۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ

"اللہ کے نام سے 'اے اللہ قبول فرما محمد کی طرف سے 'ان کے اہلِ خانہ کی طرف سے اور ان کی امّت کی طرف سے۔" (کتاب الاضاحی ' صحیح مسلم)

اسی طرح جب حاجی قربانی کرنے لگے تو اسے ہدایت کی گئی کہ وہ یوں کہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ مِنْکَ وَلَکَ (امام نووی شرحِ مہذب)

"اللہ کے نام سے ' اللہ بہت بڑا ہے' یہ تیری طرف سے ہے ' اور تیرے لئے قربانی کر رہا ہوں۔"

بسم اللہ اور......... جہاد

جہاد ایک ایسی عبادت ہے جو قیامِ دین کی ضامن ہے۔ جہاد کے بغیر اسلامی ریاست کا تصوّر ممکن ہی نہیں لیکن جہاد میں اسلامی احکام پیش نظر رکھنا۔۔۔ اور صرف اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے جان کا نذرانہ پیش کرنا بڑا کٹھن مرحلہ ہے۔ شجاعت میں ناموری یا مالِ غنیمت کا شائبہ ذہن میں دبے پاؤں آسکتا ہے۔ شیطان کے اس وار سے بچنے کے لئے بسم اللہ سے بہتر کوئی نسخہ نہیں۔ چنانچہ رحمت اللّعالمین ﷺ جب کسی امیر کو جہاد کے لئے روانہ فرماتے تو پورے لشکر کو تقویٰ اور خوفِ الٰہی کی تلقین کرتے ' اس کے بعد فرماتے !

اغزُوْا بِسْمِ اللّٰہِ قَاتِلُوْا مَنْ کَفَرَ بِاللّٰہِ اغزوا وَلَاتغدرُوْا وَلَا تَغُلُّوْا وَلَا تمثلوا وَلَاتَقْتُلُوْا وَلِیْدًا (از الجہاد فی الاسلام)

"جاؤ اللہ کا نام لے کر اللہ کی راہ میں لڑو ان لوگوں سے جو کفر کرتے ہیں۔ مگر جنگ میں کسی سے بدعہدی نہ کرو۔ غنیمت میں خیانت نہ کرو' مثلہ نہ کرو' کسی بچے کو

قتل نہ کرو۔"

بسم اللہ اور .... امیرِ جیش کو ہدایت

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ٦ ہجری میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دومۃ الجندل کی مہم پر روانہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے ان کے سر پر عمامہ

باندھا اور فرمایا!

"بسم اللہ۔ اللہ کی راہ میں روانہ ہو جاؤ' جو لوگ اللہ کی نافرمانی میں مبتلا ہیں۔ ان سے جا کر جہاد کرو۔ کسی کو دھوکہ نہ دینا' فریب نہ کرنا' بچوں کو قتل نہ کرنا۔ قبیلہ کلب کو دومۃ الجندل پہنچ کر دعوتِ دین دینا۔ وہ قبول کر لیں تو وہاں کے بادشاہ کی لڑکی سے نکاح کر لینا۔" (طبقات ابنِ سعد حصّہ مغازی)



باب چہارم

بسم اللہ ...... دستر خوان کا حق

زندگی اور صحت برقرار رکھنے کے لئے خوراک انسان کی بنیادی ضرورت ہے لیکن ان کا مدار اسی حصولِ خوراک پر ہے جسے دینِ اسلام نے متعیّن فرما دیا ہے۔ اس سے تجاوز ہمارے ایمان اور صحت دونوں کے لئے تباہ کن ہے۔ پیٹ تو حیوان بھی ادھر ادھر منہ مار کر بھر ہی لیتا ہے۔ انسان اور حیوان میں تہذیبی حدود ہی تو حدِّ فاصل ہیں۔ ان حدود میں رہ کر حصولِ خوراک ایمان و جسم کی توانائی ' تازگی ' فرحت کا ضامن بن سکتا ہے۔ مسلمان کے دستر خوان کا حق ہے کہ اس پر چنی جانے والی اشیاء حرام سے قطع پاک ہوں ' طیّب ہوں۔۔۔۔ آیئے دیکھیں اشیاء کو دستر خوان تک پہنچانے کے لئے کس کس مرحلے پر کس کس انداز میں بسم اللہ کے مسنون الفاظ ملتے ہیں۔

بسم اللہ اور ...... شکار

گوشت انسانی خوراک کا اہم حصہ ہے۔ اس میں لحمیات ' معدنی نمکیات ' اور فولاد کا وافر ذخیرہ ہوتا ہے۔ اللہ کا یہ خاص فضل ہے کہ اس نے جن جانوروں کا گوشت صحت اور اخلاق کے لئے مفید ہے انہیں کھانے کا حکم فرمایا۔ ذبح کرنے کے لئے کچھ جانور تو جلدی قابو میں آجاتے ہیں لیکن بعض کو قابو کرنے کے لئے کوئی دوسرا ذریعہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ اسی ذریعے کو شکار کہتے ہیں۔ شکار کرنے کے لئے جو آلہ استعمال کیا جائے اس پر بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے ' اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّا اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ (مائدہ:۴)

"اور جن شکاری جانوروں کو تم نے سدھلیا ہو۔ جن کو اللہ کے دیئے ہوئے علم کی بناء پر تم شکار کی تعلیم دیا کرتے ہو وہ جس جانور کو تمہارے لئے پکڑ رکھیں تم اس کو کھا سکتے ہو البتہ اس پر اللہ کا نام لے لو۔"

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "جو کوئی اپنے کتے کو بسم اللہ کہہ کر شکار پر چھوڑے تو کتا جو شکار پکڑے اسے کھالے بشرطیکہ کتے نے اس میں سے نہ کھایا ہو۔" (صحیح مسلم، کتاب الصید)

ایک بار عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں بسم اللہ کہہ کر اپنے کتے کو شکار پر چھوڑتا ہوں۔ کیا اس کے پکڑے ہوئے جانور کا کھانا حلال ہے ؟ فرمایا "جس جانور کو وہ پکڑے اسے کھاؤ' اگر اس کے ساتھ دوسرا کتا شامل ہوجائے تو پھر نہ کھاؤ' کیونکہ تم نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی تھی دوسرے کتے پر نہیں۔" (صحیحین کتاب الصید)

معلوم ہوا کسی بھی شکار کرنے والے جانور یا آلے پر شکار کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے ورنہ شکار کیا گیا جانور حلال نہیں ہوگا۔

بسم اللہ اور ...... مذبوح

اسلام میں صرف اسی جانور کا گوشت کھایا جا سکتا ہے جسے مسنون طریقے سے ذبح کیا گیا ہو۔ جانور کو ذبح کرتے ہوئے بھی بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ از خود مرنے والے جانور یا کسی دوسرے طریق سے مرنے والے جانور کا گوشت کھانا حلال نہیں۔ اسی طرح جو جانور اللہ کے نام کے بغیر یا اللہ کے سوا کسی دوسرے کے نام پر ذبح کیا جائے اس جانور کا گوشت بھی حلال نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ (انعام : ۱۱۸)

"کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔"

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ (انعام:۱۲۱)

"ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو یہ فسق ہے۔"

نبیٔ اکرم ﷺ کا طریقِ ذبح کیا تھا؟ اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یوں بیان کیا۔
"نبیٔ اکرم ﷺ نے دو سینگدار مینڈھے میرے سامنے ذبح کیے' ذبح کرتے وقت آپ ﷺ نے قدم مبارک دونوں کی گردن کے پہلو پر رکھا اور کہا
"بسم اللہ اللہ اکبر۔" (کتاب الاضاحی صحیح مسلم)
یاد رہے کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کے نام پر ذبح کرنا شرک اور گناہ ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :
"لعنت ہے اس پر جو بغیر اللہ کے نام کے ذبح کرے۔" (کتاب الاضاحی صحیح مسلم)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بارے بہت احتیاط برتتے تھے اور اگر کسی کے ہاں سے گوشت ہدیہ آتا تو تحقیق کر لیتے کہ یہ بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا گیا ہے اور خالص اللہ ہی کے لئے ذبح کیا گیا ہے یا نہیں؟ چنانچہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا" بعض نو مسلم ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں ہمیں اس کا علم نہیں ہوتا کہ انہوں نے ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا۔
"تم اسے بِسْمِ اللہ پڑھ کر کھا لیا کرو۔" (کتاب الصَّیْد صحیح مسلم)
معلوم ہوا کہ اگر یہ پتا نہ چل سکے کہ ذبیحہ پر بِسْمِ اللہ کہی گئی ہے یا نہیں تو خود بِسْمِ اللہ پڑھ کر کھا لینا چاہیے.... ہاں اگر علم ہو جائے کہ بِسْمِ اللہ نہیں کہی گئی تو اسے کھانا ہرگز جائز نہیں۔

خبردار!

بعض لوگ جانور پر ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللہ تو کہتے ہیں لیکن جانور کسی دوسرے کے لئے ذبح کرتے ہیں۔ مثلاً گیارھویں کی نیاز کا جانور ـــــ داتا کے نام کا بکرا وغیرہ مشرکین قریش بھی اپنے کھیتوں اور جانوروں میں سے کچھ حصہ اللہ کے نام کا نکالتے اور کچھ معبودوں کے نام کا اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

"اللہ نے جو کھیتی اور مواشی پیدا کئے ہیں ان لوگوں نے ان میں سے کچھ حصہ اللہ کا مقرر کیا اور بزعم خود کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ کا ہے اور یہ ہمارے معبودوں کا ہے پھر جو چیز ان کے معبودوں کی ہوتی ہے وہ تو اللہ کی طرف نہیں پہنچتی اور جو چیز اللہ کی ہوتی ہے ان کے معبودوں کی طرف پہنچ جاتی ہے کیا برا فیصلہ کرتے ہیں۔" (انعام : ۱۳۶)

بسم اللہ اور...... عقیقہ

بچہ اللہ تعالیٰ کی گراں قدر نعمت ہے۔ بچہ انسان کی موت کے بعد بھی اس کے نیک اعمال میں کثرت کا سبب بنتا ہے' اسی لئے نیک اولاد کو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صدقۂ جاریہ فرمایا ہے۔ اس نعمت کے حصول پر شکر گزاری کے اظہار کے لئے جانور ذبح کیا جاتا ہے۔ اسی کو عقیقہ کہتے ہیں۔ ہمارے رسول ﷺ نے اپنے بچوں کی پیدائش پر عقیقہ کیا اور ہمیں بھی عقیقہ کرنے کا حکم دیا عقیقہ کا جانور ذبح کرتے وقت بھی بسم اللہ کہنا ضروری ہے چنانچہ جب رحمتہ اللعالمین ﷺ عقیقہ کا جانور ذبح کرتے تو کہتے!

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ لَكَ وَاِلَيْكَ عَقِيْقَةُ فُلَانٍ

"اللہ کے نام سے اے اللہ فلاں کا عقیقہ تیری طرف تیرے ہی لئے ہے۔" (تحفہ المودود فی احکام المولود ۔ ابن قیمؒ)

بسم اللہ اور......دودھ دوھنا

تمام غذاؤں میں سے دودھ کو امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہماری صحت کے لئے تمام ضروری اجزاء سمو دیئے ہیں۔ اسی لئے یہ تنہا بھی متوازن غذا کا کام دیتا ہے۔ اس میں لحمیات' نشاستہ' روغن اور فاسفورس موجود ہوتے ہیں۔ تازہ دودھ ہر قسم کے جراثیم سے پاک ہوتا ہے۔ دودھ انسان کا بچہ ہو یا حیوان کا ہر

بچے کی ابتدائی غذا ہے۔ اسے پکانے اور بنانے کی محنت نہیں کرنا پڑتی بلکہ اللہ رحمان و رحیم نے اسے تیار شکل میں مہیا کر رکھا ہے۔ یہ خوش ذائقہ اور خوش رنگ ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِمَّا فِىْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِلشّٰرِبِيْنَ ○ (نحل:۶۶)

"اور تمہارے لئے مویشیوں میں بھی ایک سبق موجود ہے ان کے پیٹ سے گوبر اور خون کے درمیان سے ہم ایک چیز تمہیں پلاتے ہیں یعنی خالص دودھ جو پینے والوں کے لئے نہایت خوشگوار ہے۔"

بے شک اللہ کی اس عظیم نعمت کا حق ہے کہ اسے دوہتے وقت بسم اللہ کہہ کر شکرانِ نعمت کیا جائے' ہمارے رسول ﷺ جب ہجرت کے لئے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو اثنائے سفر اُمّ معبد رضی اللہ عنہا کے خیمے میں رکے۔ ان کے پاس سوائے ایک مریل بکری کے کچھ نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اُمّ معبد سے اجازت لی بسم اللہ کہہ کر بکری کے تھنوں کو ہاتھ لگایا' دودھ دوہیا تو وہ اس قدر تھا کہ تمام حاضرین نے پیٹ بھر کر پیا۔ مریل بکری کے تھنوں میں دودھ کی کثرت ہمارے رسول ﷺ کا معجزہ ہے' لیکن بسم اللہ دودھ دوہتے ہوئے کہا اور اس کا لازمی ہونا اپنی جگہ موجود ہے۔

بسم اللہ اور .... کھانا پکانا

انسان نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کو کتنے ہی خوبصورت اور مفید طریقوں سے استعمال کیا اور کر رہا ہے' اس کا اندازہ اردگرد پھیلی مصنوعات سے لگایا جا سکتا ہے۔ خوراک کو بھی حفظانِ صحت کے تقاضوں سے مزید ہم آہنگ کرنے اور اسے خوش ذائقہ بنانے کے لئے رنگا رنگ پکوان تیار کئے جاتے ہیں۔ اللہ کی اس نعمت کو پکاتے ہوئے بِسْمِ اللہ کی بابرکت معیّت ضروری ہے تاکہ جسم غذا کے ساتھ ساتھ شفاء کی

ٹھنڈک سے مستفید ہوتا رہے۔ حضرت انس ﷺ کہتے ہیں۔ "غزوۂ خندق کے موقع پر رسول ﷺ سخت بھوکے تھے۔ ابو طلحہ ﷺ نے اُمّ سُلَیم سے کہا "کچھ کھانے کو ہے تو تیار کرو۔" چنانچہ اُمّ سُلَیم رضی اللہ عنہ نے تھوڑا سا آٹا تھا۔ وہ گوندھا اور بکری کا بچہ ذبح کیا ابو طلحہ ﷺ نے مجھ سے کہا "جاؤ حضور ﷺ کو بلا لاؤ"۔ میں بلانے گیا تو آپ ﷺ نے صحابہ سے کہا "ابو طلحہ نے تمہاری دعوت کی ہے"۔ یہ سن کر بہت سے صحابہ ساتھ ہو لئے۔ ابو طلحہ ﷺ اتنے آدمی دیکھ کر گھبرا گئے لیکن اُمّ سلیم نہیں گھبرائیں۔ نبی اللہ ﷺ پاس پہنچے اور پکتے ہوئے کھانے پر بسم اللہ کہہ کر برکت کی دعا کی پھر مجھ سے فرمایا کہ دس دس آدمیوں کو بلاتے جاؤ۔ جب صحابہ کھانے کے لئے بیٹھے تو فرمایا "کھاؤ بسم اللہ پڑھ کر"۔ اس کھانے کو تقریباً اسّی صحابہ نے کھایا لیکن پھر بھی بچ رہا۔ (صحیح مسلم کتاب الطعام)

معلوم ہوا پکتے ہوئے کھانے پر بسم اللہ پڑھنا چاہئے اور کھانا شروع کرتے وقت بھی بسم اللہ کہنا چاہئے یہ واقعہ حضور ﷺ کے معجزات سے تعلّق رکھتا ہے لیکن بسم اللہ کہنا کھانا پکاتے ہوئے اپنی جگہ مسلّم ہے۔

بسم اللہ اور .... کھانے کا آغاز

خوراک حلال ذرائع سے حاصل کرلی۔ اللہ کا نام لے کر جانور ذبح کیا' پکایا' اب کھانے کا مرحلہ درپیش ہے کیونکہ خوراک انسان کی بنیادی ضروری ہے' اس لئے اس نعمت کے استعمال اور شکر کا انداز بھی منفرد ہونا چاہئے۔ کھانے کے لئے معلّم کتاب و سنّت ﷺ نے ہدایات دیں کہ نیچے مت گراؤ۔ جو گر جائے وہ صاف کر کے کھالو۔ گرم گرم مت کھاؤ۔ لیکن سب سے اہم بات یہ کہ کھانے سے قبل بسم اللہ کہو۔ تاکہ انسان کھانے کی برکات سے مستفید ہوسکے اور شیطان کو اس میں دخل اندازی کا موقع نہ مل سکے۔ حضرت انس ﷺ سے روایت ہے۔

"جب نبی ﷺ کے سامنے کھانا لایا جاتا تو آپ ﷺ بسم اللہ ضرور پڑھتے اس

کے بعد کھانا شروع کرتے۔" (از اذکارِ مسنونہ)

سفرِ طائف کے موقع پر جب رحمتہ اللِعالمین ﷺ کو اوباشوں نے پتھر مارے ' گالیاں دیں ' لہولہان کیا آپ ﷺ ایک باغ میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ جو عتبہ و شیبہ نامی طائف کے رئیسوں کا تھا۔ ان کو نبیِ اکرم ﷺ کی حالت پر رحم آگیا اور غلام کو کچھ انگور دے کر بھیجا ' غلام نے انگور آپ ﷺ کو پیش کیے تو نبی محترم ﷺ نے سخت جسمانی تکلیف کے باوجود بِسمِ اللہ کہہ کر انگوروں کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ عداس نے حیرت سے آپ ﷺ کی طرف دیکھا اور عرض کیا یہ ایسا کلام ہے جو یہاں کے باشندے نہیں بولا کرتے۔ آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا "تم کون ہو؟" اس نے کہا "میں عیسائی ہوں اور نینوے کا باشندہ ہوں۔" آپ ﷺ نے فرمایا "اچھا تم مردِ صالح یونس بن متیٰؑ کے شہر کے باشندے ہو؟" اس نے عرض کیا" آپ ﷺ کو کیسے خبر ہوئی کہ وہ کون تھے اور کیسے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "وہ میرے بھائی تھے میں بھی نبی ہوں اور وہ بھی نبی تھے۔" عداس یہ سنتے ہی جُھک پڑا اور آپ ﷺ کا سر اور قدم چُوم لئے۔ عتبہ و شیبہ غلام کو دیکھ رہے تھے جب عداس واپس آیا تو پوچھا تم یہ کیا کر رہے تھے؟ عداس نے کہا روئے زمین پر آج اس شخص سے بہتر کوئی نہیں اس نے مجھے ایسی بات بتائی ہے جو صرف ایک نبی ہی بتا سکتا ہے۔" رحمتہ العالمین جلد اول)

رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ آغازِ نبوت میں بھی بسم اللہ کہہ کر کھانے کا آغاز فرماتے تھے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"کھانا کھاتے وقت کہو "بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی بَرَکَۃِ اللّٰہِ"

"اللہ کے نام سے کھاتا ہوں اور اس سے برکت کا امیدوار ہوں۔" مسند احمد

عمرو بن ابی سلمہ ؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دستر خوان پر بیٹھا۔ میرا ہاتھ پورے دستر خوان پر پھرنے لگا یعنی میں اپنے سامنے کا کھانا چھوڑ کر سب

کے سامنے سے کھانے لگا۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔

"لڑکے بسم اللہ کہہ کر اپنے سامنے سے کھاؤ۔" (کتاب آداب الطعام صحیح مسلم)

کھانا شروع کرتے وقت بھول جائیں تو :

حضور اکرم ﷺ نے تاکید فرمائی کہ ایسی صورت میں یاد آنے پر یا بعد میں کہو۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ

"اول و آخر اللہ ہی کے نام سے۔" (ابو داؤد ترمذی)

کھانے میں برکت کا باعث :

ایک صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم کھانا کھاتے ہیں لیکن سیر نہیں ہوتے یعنی پیٹ نہیں بھرتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "شاید تم جدا جدا کھاتے ہو؟" صحابی نے عرض کیا "جی ہاں" فرمایا "بِسْمِ اللہ کہہ کر اکٹھے مل کر کھایا کرو' اللہ تمہارے کھانے میں برکت دے گا۔" (ابو داؤد' ابنِ ماجہ)

ایک دن رسول اللہ ﷺ کھانا کھا رہے تھے۔ صحابہ بھی ساتھ شامل تھے' اتنے میں ایک اعرابی آیا اور کھانے پر بیٹھ گیا' اس نے دو لقموں میں کھانا ختم کردیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

" اگر یہ شخص بِسْمِ اللہ کہہ لیتا تو یہ کھانا تم سب کو کافی ہوتا تم میں سے جب بھی کوئی کھانے بیٹھے۔ بِسْمِ اللہ کہہ لیا کرے اگر شروع میں یاد نہ رہے تو جب یاد آئے تو بِسْمِ اَوَّلَہٗ وَ آخِرَہٗ کہہ لے۔"

بسم اللہ نہ پڑھیں تو شیطان بھی کھانے میں شامل ہوجاتا ہے :

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار کھانا شروع کیا تو ایک لڑکی دوڑتی ہوئی آئی' اس نے کھانے میں ہاتھ ڈالا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ کیونکہ اس نے بسم اللہ نہیں کہا تھا۔ اس کے فوراً بعد ایک اعرابی آگیا' اس نے بھی بغیر بسم اللہ کہے برتن میں ہاتھ ڈالا۔ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا پھر فرمایا۔

"جب کھانے پر بسم اللہ نہ کہی جائے تو شیطان اسے اپنے لئے حلال کر لیتا ہے وہ پہلے تو اس لڑکی کے ساتھ آیا تاکہ ہمارا کھانا کھائے 'میں نے لڑکی کا ہاتھ پکڑ لیا' پھر وہ اس اعرابی کے ساتھ آیا' میں نے اعرابی کا بھی ہاتھ پکڑ لیا' اس اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے ' شیطان اس وقت ان دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے۔" (صحیح مسلم)

امیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کھانا کھا رہا تھا۔ اس نے بسم اللہ کہے بغیر کھانا شروع کردیا۔ جب آخری لقمہ رہ گیا تو اس نے بسم اللہِ اولَہٗ وَ آخِرَہٗ کہا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے اور فرمایا "شیطان اس شخص کے ساتھ برابر کھاتا رہا۔ جب اس نے بسم اللہ کہا تو شیطان نے جو کچھ کھایا پیا تھا قے کردیا۔" (ابو داؤد' نسائی)

معلوم ہوا شیطانی اثرات سے بچاؤ کے لئے بسم اللہ ایک بہترین ڈھال ہے اور کھانے کے ساتھ اس کا استعمال برکت کا باعث۔

وضاحت۔ برکت سے مراد یہ ہے کہ اس کھانے سے میسّر آنے والی صحت اور توانائی کو ہم نیک کاموں میں صرف کریں گے اور شیطانی اثرات کے نتیجہ میں ہم اپنی سوچ اور توانائی کو برائی کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے صرف کریں گے۔

بسم اللہ ...... معمولات کا محور

ہم ہر وقت کسی نہ کسی کام میں مشغول رہتے ہیں مثلاً کھانا' پینا' اوڑھنا' پہننا' سونا' جاگنا' اٹھنا' بیٹھنا' لکھنا' پڑھنا' لینا' دینا' پکڑانا' اٹھانا' رکھنا وغیرہ

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے بعض کاموں کے لئے مخصوص الفاظ احادیث میں مع بسم اللہ ملتے ہیں۔ جن کاموں میں مخصوص الفاظ نہیں ملتے ان کے لئے بھی بسم اللہ کا حکم اپنی جگہ موجود ہے کیونکہ ہمارے رسول ﷺ کا یہ حکم ہر کام کو احاطے میں لئے ہوئے۔

"ہر کام سے پہلے بسم اللہ پڑھو' چاہے مشکیزے کا منہ بند کرو' چاہے دروازہ بند کرو۔"

بسم اللہ کہنے سے برکت حاصل ہوگی۔ شیطان کی دستبرد سے پناہ ملے گی اور اس پر سنّت کا ثواب مزید۔ اب چند ایسے معمولات کا تذکرہ۔ جن کے لئے مخصوص مسنون الفاظ احادیث میں ملتے ہیں اور ان میں بسم اللہ کی برکت موجود ہے۔

بسم اللہ ...... قضائے حاجت کے وقت

سعید بن منصور روایت کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ بَیْتُ الْخَلاء میں جاتے تو یہ دعا پڑھتے۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ (مسند احمد)

"اللہ کے نام سے میں داخل ہوتا ہوں اے اللہ پناہ میں آتا ہوں تیری' ناپاک جنّوں اور جنّیوں سے۔"

دیگر روایات میں بِسْمِ اللہ کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ اس دعا کی تاکید کرتے ہوئے ہمارے رسول ﷺ نے فرمایا کہ "قضائے حاجت کے مقامات شیاطین اور جنوں کی آمدورفت کی جگہیں ہیں۔ اس لئے یہ دعا پڑھ لیا کرو۔" ایک اور حدیث میں ہے کہ جنّات اور انسان کے درمیان پردہ یہ ہے کہ آدمی جب قضائے حاجت کے لئے جائے تو کہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ غُفْرَانَکَ۔ (از تیسیر الوصول فی احادیث الرسول)

احادیث میں یہ بھی ہے کہ قضائے حاجت کے وقت یا کپڑے اتار کر نہاتے ہوئے یا کوئی ایسی حالت جس میں انسان برہنہ ہوجاتا ہے' انسان کے ساتھ ہمہ وقت موجود محافظ فرشتے بھی اس سے الگ ہوجاتے ہیں لیکن شیاطین چونکہ برائی پر آمادہ کرنے والے ہیں' اس لئے برہنگی کی حالت میں بھی وہ انسان سے الگ نہیں ہوتے' جب تک کہ اللہ سے ان سے بچاؤ کے لئے پناہ طلب نہ کی جائے۔ رسولِ اکرم ﷺ نے مذکورہ دو دعاؤں کی تلقین فرما کر انسان کے لئے جنّ و شیطان کی شرارتوں سے محفوظ رہنے کا نسخہ فراہم کردیا ہے۔

بسم اللہ...... کپڑے اتارتے وقت

مسند ابنِ ابی شیبہ میں ہے کہ "اگر ہم کپڑے اتارتے ہوئے بِسْمِ اللہ کہہ لیں تو شیطان سے پردہ ہوجاتا ہے۔"

بسم اللہ...... بیوی کے پاس آتے وقت

نیک اولاد انسان کے لئے صدقۂ جاریہ ہے' نیک اولاد والدین کی سب سے بڑی خواہش ہوتی ہے' اولاد کی طلب کے سب سے پہلے عمل کے وقت جو دعا ہمارے رسول ﷺ نے فرمائی وہ اللہ کے نام کی برکت' اور شیطان سے بچاؤ کے مضمون سے ہی مزیّن ہے۔ ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "تم میں

سے جو اپنی بیوی کے پاس آنے کا ارادہ کرے وہ یوں کہے۔"

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَارَزَقْتَنَا۔(صَحِیْحَیْن)

اللہ کے نام سے ۔ اللہ ہمیں شیطان سے دُور رکھ اور اس چیز سے بھی شیطان کو دُور رکھ جو تو ہمیں عطا فرمائے۔"

بِسْمِ اللہ......... نیند کے وقت

انسان نیند کی حالت میں عارضی طور پر اپنے آس پاس سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ اس بے خبری کی حالت میں جانے سے پہلے ہمارے رسول ﷺ نے کچھ ہدایات دی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

جب رات کی تاریکی چھا جائے تو بچوں کو باہر مت نکلنے دیا کرو۔ اس لئے کہ اس وقت شیطان زمین میں پھیل جاتے ہیں اور بِسْمِ اللہ کہہ کر دروازے بند کرو' اس لئے کہ شیطان بند دروازے نہیں کھولتا اور بِسْمِ اللہ پڑھ کر برتنوں کو ڈھانپ دو اگر کوئی برتن ڈھانپنے کو نہ ملے تو کوئی اور چیز ہی ان پر رکھ دو اور چراغ بجھا دو۔" (صحیح مسلم کتابُ الْاَشْرِبَہ)

نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان میں حفظِ ماتقدّم کی تعلیم دی گئی ہے۔ سب جانتے ہیں کہ رات کے وقت ہزاروں قسم کے جانور اور جراثیم بلوں سے نکل آتے ہیں' وہ ننگے برتنوں میں منہ ڈالیں گے اگر انہیں بغیر دھوئے استعمال کر لیا تو انسان کسی بھی بیماری کا لقمہ بن سکتا ہے۔ اور یہ تو بات پکی ہے کہ جس چیز پر بِسْمِ اللہ کہی جائے اس پر شیطان تصرّف نہیں کر سکتا۔ آج کل چوری اور اغوا کے خطرات سے بچاؤ کے لئے ہمیں اس فرمان پر عمل کرنا چاہیے۔

نیند میں انسان موت کے عمل سے گذرتا ہے اس لئے اسے موت کی بہن کہا گیا ہے۔ اس حالت میں جانے کے بعد کون واپس آئے گا اور کون موت کی آغوش

میں چلا جائے گا اللہ ہی جانتا ہے۔ نیند سے قبل بسم اللہ سے شروع کر کے درج ذیل طریقے سے بستر کی طرف جانا چاہیئے تاکہ اگر موت آئے تو اللہ کے ہی نام پر، واپسی ہو تو بھی اللہ ہی کے نام سے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے اپنے بستر پر جانے لگے تو اپنے تہ بند کا کونہ پکڑے اور بستر جھاڑے اور بسم اللہ کہے اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے بعد اس کے بچھونے پر کون سی چیز آئی۔ پھر داہنی کروٹ پر لیٹے اور کہے۔

بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلَهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصّٰلِحِيْنَ ۔ (صحیح مسلم)

پاک ہے تو اے رب میرے تیرا نام لے کر میں کروٹ زمین پر رکھتا ہوں اور تیرے نام سے اٹھاؤں گا اگر تو جان روک لے تو اسے بخش دے اگر واپس بدن میں بھیج دے تو اس کی حفاظت کر جس سے تو حفاظت کرتا ہے اپنے نیک بندوں کی۔"

حاصلِ معروضات یہ ہے کہ بیماری صرف طبعی بیماریاں نہیں بلکہ خطرناک بیماریاں وہ ہیں جو ہمارے اعمال کا رُخ نیکی سے ہٹا کر بدی کی طرف موڑ دیتی ہیں۔ مثلاً عصرِ حاضر میں ماہرینِ نفسیات نے ثابت کیا ہے کہ جھوٹ بولنا، چوری کرنا، چغلی کھانا، دوسرے کو دکھ دے کر خوش ہونا۔ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر مسرّت محسوس کرنا وغیرہ سب کی سب نفسیاتی بیماریاں ہیں۔ سابقہ سطور میں انہیں کا علاج موجود ہے۔

☆☆☆

باب پنجم

بسم اللہ .... معاشرتی روابط کی جان

انسان کو اس دنیا میں مختلف انسانوں سے رابطہ رکھنا پڑتا ہے۔ انسانی رابطوں کی بنیاد اگر اخلاص اور ہمدردی پر ہو تو زندگی قلبی و روحانی مسرّتوں سے لبریز ہوجاتی ہے۔ مزید برآں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی بھی حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے قدم قدم پر انسان کو اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ نصح و خیر خواہی کے ساتھ باہمی تعلّقات استوار رہیں' اس مقصد کے لئے بھی احادیث میں ہمیں بسم اللہ سے آراستہ دعائیں نظر آتی ہیں۔

بسم اللہ .... گھر سے باہر نکلتے ہوئے

ہمارا موجودہ معاشرہ بے چینی ' بے راہروی ' افراتفری ' دہشت گردی ' اغوا ' اور افواہوں جیسے جرائم کی آماجگاہ بن چکا ہے' اخبار کی تمام خبریں اس پر گواہ ہیں۔ گھر سے باہر قدم رکھتے ہوئے ہر مرد و عورت گھبراتا ہے۔ اسے کئی قسم کے جانی و مالی اندیشے لاحق رہتے ہیں۔ جس کی وجہ اسلامی تعلیمات سے دُوری ہے' اگر ہم اسلامی اخلاق اور اسلامی آئین کو اپنا لیں تو دہشت پسندانہ رجحانات کا قلع قمع ہوسکتا ہے۔ ہمارے نبی ﷺ کی عطا کردہ دعائیں ہمیں خود میں پُرامن شہری کی خصوصیات پیدا کرنے پر ابھارتی ہیں اور دوسروں کی طرف سے لاحق خطرات سے ہمارا بچاؤ کرتی ہیں۔ اگر ہم یہ دعائیں سمجھ کر مانگیں 'ان کے مطابق ڈھلنے کی کوشش کریں تو معاشرہ امن و امان الفت و محبّت اور باہمی اعتماد کا گہوارہ بن سکتا ہے' دیکھئے یہ دعائیں بسم اللہ کے ساتھ

منسلک ہیں۔

اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر نکلتے تو یہ دعا پڑھتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَکَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ ' اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ نَضِلَّ اَوْ نَضِلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ عَلَيْنَا اَوْ نَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا۔ (سنن ترمذی بحوالہ معارف الحدیث)

"میں اللہ کا نام لے کر نکل رہا ہوں' اللہ ہی پر میرا بھروسہ ہے' اے اللہ ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ ہمارے قدم بہکیں اور ہم غلط روی پر چلیں (یا ہم گمراہی اور دوسروں کی غلط روی کا ذریعہ بنیں) یا ہم کسی پر ظلم و زیادتی کریں یا ہمارے ساتھ ظلم و زیادتی کی جائے۔ یا کسی کے ساتھ جہالت سے پیش آئیں یا کوئی ہمارے ساتھ جہالت سے پیش آئے۔"

گویا گمراہی ' جہالت اور ظلم نہ صرف یہ کہ مجھ پر کسی کی جانب سے وار نہ مجھ سے کسی کے لئے ان کا ارتکاب نہ ہوکیونکہ مسلمان وہ ہے جو اپنے لئے پسند کرے وہی دوسروں کے لئے پسند کرے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَکَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

"اللہ کے نام سے میں نے باہر قدم رکھا' اللہ ہی پر میں نے بھروسہ کیا اور اللہ کے بغیر کوئی چارہ گری اور قوت حاصل نہیں ہوسکتی۔"

ایسے شخص کو فرشتے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب دیتے ہیں۔

كُفِيْتَ۔ تیرا کام سدھار دیا گیا۔

وُقِيْتَ۔ تجھے محفوظ کردیا گیا۔

هُدِيْتَ۔ تیری راہنمائی کا انتظام کردیا گیا۔

شیطان اس شخص سے کٹ کٹ جاتا ہے اور جاکر اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے

ایسے آدمی پر تمہارا بس کیوں کر چل سکتا ہے، جس کو راستہ مل چکا ہو، جس کا کام سدھار دیا گیا ہو، جسے محفوظ کر دیا گیا ہو۔ (سنن ترمذی)

گھر سے باہر نکلنے کی ایک دعا کے الفاظ یوں بھی ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ اعْتَصَمْتُ بِاللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

"اللہ کے نام سے میں نے باہر قدم رکھا، اللہ پر یقینِ کامل کر لیا، اللہ کا دامن مضبوطی سے تھام لیا اور اللہ پر پورا پورا بھروسہ کر لیا، کوئی چارہ گری، کوئی قوت اللہ کی مدد کے بغیر حاصل نہیں۔ (مسند احمد)

بسم اللہ .... گھر میں داخل ہوتے وقت

گھر سے باہر کی طرح آج کل گھریلو فضا بھی خاصی مخدوش ہو چکی ہے۔ افرادِ خانہ میں باہم اعتماد اور محبت کی جگہ بدگمانی اور چپقلش نے لے لی ہے، آیئے دیکھیں اللہ کے رسول ﷺ نے س کے لئے کون سے شفا بخش الفاظ عطا کئے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا گھر میں داخل ہوتے وقت اہلِ خانہ کو سلام کرو اور یہ دعا پڑھو!

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ، وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ، بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا بِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا - (سنن ابی داؤد)

"اے اللہ میں تجھ سے خیر سے آنے، خیر سے جانے کا سوال کرتا ہوں۔ اللہ کے نام سے ہم اندر آئے ہیں، اللہ کے نام سے باہر نکلے اور اللہ اپنے رب پر ہمارا پورا پورا بھروسہ ہے۔"

ایک اور حدیث میں ہے کہ "جب کوئی گھر میں داخل ہوتے اور کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھتا ہے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ یہاں تمہارے لئے نہ کھانا ہے نہ رات گذارنے کے لئے جگہ اور اگر آدمی گھر میں داخل ہوتے وقت اور

کھانا کھاتے وقت بِسْمِ اللہ نہیں پڑھتا تو شیطان کہتا ہے تمہارے لئے کھانے اور رات گذارنے کا انتظام ہوگیا۔" (صحیح مسلم ' نسائی ' ابنِ ماجہ ' ابنِ حبان)

بِسْمِ اللہ .... بازار میں داخلے کے وقت

آج کل بازار سب سے زیادہ برائیوں کا مرکز بنے ہوئے ہیں۔ گالی گلوچ' قتل و غارت' جھوٹی قسمیں ' دھوکہ دہی ' فساد ' ذخیرہ اندوزی ' منافع خوری ' رقص و سُرود ' نظربازی غرض ہر قسم کی برائیاں بازاروں میں پروان چڑھتی ہیں۔ جس کا اصل سبب یہ ہے کہ ہم نے اسلام کی دی ہوئی تعلیمات کو فراموش کردیا ہے اور دنیا کمانے میں پوری طرح ملوّث ہوچکے ہیں۔ اگر انسان دعاؤں کے نفسِ مضمون کو ذہن و قلب میں رکھ کر بازار جائے تو پھر اس سے بھلائی کے سوا دوسری کوئی بات سرزد نہ ہوگی۔ اگر وہ تاجر و دوکاندار ہے تو وہ جھوٹ ' ذخیرہ اندوزی ' منافع خوری ' جھوٹی قسم ' اور لایعنی باتوں سے بچ کر رہے گا۔ اگر خریدار ہے تو بھی اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اس کی خرید میں بھلائی اور برکت ہوگی۔

بُرَیدَہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بازار میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔

بِسْمِ اللّٰہِ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ السُّوْقِ وَ خَیْرَ مَا فِیْھَا وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَافِیْھَا ' اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اُصِیْبَ فِیْھَا صَفْقَۃً خَاسِرَۃً ۔ (بیہقی)

اللہ کے نام سے (بازار میں داخل ہوتا ہوں) یا اللہ میں تجھ سے اس بازار کی اور جو کچھ بازار میں ہے اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس بازار کے شر سے اور جو کچھ بازار میں ہے اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ یااللہ میں اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ اس بازار میں کوئی گھاٹے کا سودا پاؤں ۔

ایک اور حدیث میں یہ الفاظ ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ السُّوْقِ وَخَیْرَ مَافِیْھَا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اُصِیْبَ بِھَا یَمِیْنًا فَاجِرَۃً اَوْصَفْقَۃً خَاسِرَۃً

"اللہ کے نام سے بازار میں داخل ہوتا ہوں۔ اے اللہ میں تجھ سے اس بازار کی بھلائی اور جو کچھ اس میں ہے اس کی بھلائی کا طلب گار ہوں اور اس کے شر سے جو کچھ اس میں ہے' سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ تیری پناہ کہ یہاں مجھ سے جھوٹی قسم سرزد ہوجائے یا میں خسارے کا سودا کر بیٹھوں۔"

بسم اللہ .... سفر پر جاتے ہوئے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس سواری کا جانور لایا گیا۔ جب انہوں نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو کہا بِسْمِ اللہ ۔ پھر جب جانور کی پیٹھ پر بیٹھ گئے تو کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے پھر یہ دعا پڑھی۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ

"پاک اللہ کی ذات جس نے ہمارے لئے اس جانور کو مسخر کیا' حالانکہ ہم اس کو مسخر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور ہمیں پلٹنا اپنے رب ہی کی طرف ہے۔"

پھر تین دفعہ الحمد للہ اور تین مرتبہ اللہ اکبر کہا پھر یہ کلمات ادا کئے ۔

سُبْحَانَکَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

"اے اللہ ! تو پاک ہے' میں نے اپنے آپ پر ظلم کیاہے پس میرے گناہ بخش دے تیرے سوا گناہ بخشنے والا کوئی نہیں۔"

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ مسکرا دیئے ۔ کسی نے پوچھا آپ کس وجہ سے ہنسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا"سواری پر سوار ہونے کے بعد میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے مسکراتے دیکھاہے ۔ جب میں نے مسکرانے کا سبب پوچھا تو فرمایا"تیرے رب کو اپنے بندے کا یہ کہنا بہت پسند ہے کہ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ(الٰہی ! میرے گناہ بخش دے) اللہ فرماتاہے "میرے بندے کو معلوم ہے کہ میرے سوا اس کے گناہوں کو کوئی نہیں بخش سکتا۔(ابوداؤد' ترمذی) ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔

کشتی پر سوار ہونے کی دعاء

جب کشتی پر سوار ہونے لگیں یا بحری سفر کرنے لگیں تو وہ دعا پڑھنی چاہئے جو حضرت نوحؑ نے پڑھی تھی :-

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَ مُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ (ہود : ۴۱)

"اس کا چلنا اور ٹھہرنا سب اللہ ہی کے نام سے ہے بالیقیں میرا رب غفور ہے رحیم ہے-" (تفسیر ابنِ کثیر)

اگر جانور سست رفتار ہوجائے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک سفر میں ' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا میرا اونٹ سست رفتار اور کمزور تھا - آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی اور فرمایا بِسْمِ اللہ پڑھ کر اس پر سوار ہوجاؤ - میں بِسْمِ اللہ پڑھ کر اس پر سوار ہوا تو اونٹ تیز تیز چلنے لگا -(صحیح مسلم 'کتاب المساقات والمزارعات)

غور فرمایئے اثنائے سفر اچانک پیش آنے والی مشکلوں اور پریشانیوں کا حل اور علاج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور نے بھی ہمیں دیا ہے ؟

بسم اللہ .... دوسرے کے کام آتے ہوئے

دوسروں کے کام آنا اسلام کا ایک اہم جزو ہے- ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی ستر سے کچھ اوپر شاخیں بتائی ہیں جن میں سے آخری شاخ تکلیف دینے والی چیز کو رستے سے ہٹا دینا ہے مثلاً کانٹا ' پتھر- ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ دوسروں کی مدد کرنا ' ان کے کام آنا ' ہمارا دینی فریضہ ہے اور ایک عالمگیر اخلاقی اچھائی ہے- اس اچھائی پر برکت کی اللہ سے مہر ثبت کروانے کے لئے اور آخرت میں بھی اس سے فیض یاب ہونے کے لئے بِسْمِ اللہ کہنا چاہئے -

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک سفر میں پانی ختم ہوگیا- صرف ایک انصاری کے مشکیزے میں چند قطرے پانی تھا- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مشکیزہ میرے پاس لاؤ-"

پھر آپ ﷺ نے مشکیزے کو ہاتھ میں دبایا اور زیر لب کچھ پڑھنا شروع کیا۔ پھر فرمایا "جابر! قافلے والوں سے کہو سب سے بڑا برتن لے آئیں۔" پھر فرمایا "یہ مشکیزہ لے کر بسم اللہ کہہ کر میرے ہاتھ پر پانی ڈال دو۔" میں نے بسم اللہ کہہ کر آپ ﷺ کے ہاتھ پر پانی ڈالنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ برتن نے جوش مارا' گھوما اور بھر گیا۔ غرض پانی اتنا زیادہ ہوگیا کہ قافلے والوں نے سیر ہوکر پیا اور ذخیرہ بھی کر لیا۔ (مسلم کتاب الزہد قصہ ابوالیسر کا ایک جز)اس حدیث میں تو نبی اکرم ﷺ کے ایک معجزے کا ذکر ہے لیکن اتنی بات ضرور معلوم ہوئی کہ بسم اللہ کہہ کر دوسرے کا کام کرنا چاہیئے۔ تاکہ تھوڑی سی مدد بھی اس کی بے چینی اور اضطراب کو سکون سے ہمکنار کردے اور تعاون کرنے والے کے لئے جنّت کی راحتیں مہیّا کرنے کا سبب بنے۔

☆☆☆

بسم اللہ......... تحریر کا حسن

تحریر کی اہمیت ہر دور میں اپنی جگہ مسلم رہی ہے۔ یہ تحریریں ہی ہیں جن کا کھوج لگا کر انسان نے ہزاروں برس قبل کی تاریخ مرتب کر لی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود تحریر کا ذکر اپنے کلام پاک میں فرمایا۔

وَالطُّوْرِ وَالْكِتَابِ الْمَسْطُوْرِ فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ (طور: ۱'۲'۳)

"قسم ہے طور کی اور ایک ایسی کھلی کتاب کی جو رقیق جلد میں لکھی ہوئی ہے۔"

اِقْرَاءْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ

"پڑھئے اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا۔"

انسان خود مرجاتا ہے لیکن اس کی تحریریں ہمیشہ زندہ رہتی ہیں۔ اس لئے تحریر کرنے والے پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ جو کچھ لکھے سچ لکھے ۔ حیاء و ایمان ' صداقت و شرافت کے حصار سے قلم کو باہر نہ جانے دے۔ اس کا سب سے بہتر حل یہی ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے استفادہ کیا جائے۔ اسے نہ صرف اپنی تحریروں کا جھومر بنایا جائے بلکہ متن کی تزئین و ترتیب میں رحمان و رحیم کی تعلیمات کو پیش نظر رکھا جائے۔ سب سے پہلے جس انسان کریم نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے اپنی تحریر کو صاحب جمال بنایا' وہ حضرت سلیمانؑ تھے۔ آپ کا ملکۂ سباء کے نام لکھا ہوا خط دنیا کی مختصر ترین لیکن جامع تحریروں میں سب سے نمایاں ہے! اکثر عرب قبائل اپنے خطوط کا آغاز اپنے خداؤں کے نام سے کرتے تھے لیکن قریش جو حضرت ابراہیمؑ کی تعلیمات سے تو بیگانہ ہو چکے تھے اور رسم و رواج کی حد تک ان کی بعض روایات پر کاربند بھی

تھے ..... اپنے خطوط اور دستاویزات پر باسمک اللھم لکھتے تھے۔ جب سورہ ھُود کی یہ آیت نازل ہوئی۔

بِسۡمِ اللّٰهِ مَجۡرٖىهَا وَمُرۡسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّىۡ لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ

تو آپ ﷺ نے اپنی تحریروں کے آغاز میں اس آیت کو لکھنا شروع کیا لیکن جب یہ آیت نازل ہوئی۔

قُلِ ادۡعُوا اللّٰهَ اَوِ ادۡعُوا الرَّحۡمٰنَ

تو آپ ﷺ نے مکمل بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ لکھنا شروع کر دیا۔(بلوغ الارب جلد ۴ ص ۵۲۴) صلح حدیبیہ کے موقع پر جو معاہدہ رسولِ اکرم ﷺ اور قریش کے درمیان ہوا ' اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قلم بند کیا تھا نبیِ اکرم ﷺ نے انہیں فرمایا "لکھو" بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی لکھ دیا۔ قریش کے سفیر سہیل بن عمرو نے کہا "ہمارے دستور کے موافق بِاسۡمِکَ اَللّٰھُمَّ لکھو۔" صحابہ نے اصرار کیا کہ ہم تو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہی لکھیں گے۔ لیکن صلحِ کل' رسولِ رحمت ﷺ نے خود دستِ مبارک سے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ مٹا دیا۔ اور باسمک اللھم لکھنے کا حکم دیا۔ (صحیح مسلم صلح حدیبیہ)

غرض آپ ﷺ تحریر کا آغاز اسی کلیدِ برکت سے فرماتے۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سے آغازِ کتابت اس بات کا وعدہ ہے کہ لکھنے والا اللہ کی عطا کردہ حدود سے تجاوز نہیں کرے گا۔ اسی کی نصرت کا طلبگار رہے گا۔ اپنی تحریر کو اسی کے احکام کا آئینہ دار بنائے گا۔ اس کا ابلاغ ' اس کا اسلوب 'اس کا نفسِ مضمون ' اس کی اصطلاحات و تشبیہات کا مرکز رحمان و رحیم کے عطا کردہ دین کی روش پر محوِ خرام رہے گا۔ ان شاء اللہ!

رحمت اللعالمین ﷺ کے لکھے ہوئے جتنے بھی خطوط اور دستاویزات کا تذکرہ ملتا ہے سب کی پیشانی پر بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سجایا گیا ہے۔ مثلاً۔

☆ حبشہ کے بادشاہ کے نام : یہ خط حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تحریر کیا نبیٔ اکرم ﷺ نے مہر لگائی اور عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ اسے لے کر حبشہ پہنچے' یہ نامۂ مبارک پڑھ کر بادشاہ مسلمان ہو گیا۔

☆ ہرقل شاہِ روم کے نام : یہ نامۂ مبارک دحیہ کلبی لے کر گئے۔

☆ خسرو پرویز ایرانی کے نام : عبداللہ بن حذافہ سہمی اس نامۂ مبارک کو لے کر گئے۔ پرویز گستاخی سے پیش آیا۔ نامۂ مبارک ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ کو یہ گستاخی ناپسند آئی اور اس کی سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

☆ مصر کے بادشاہ مقوقس کے نام : یہ نامۂ مبارک حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ لے کر گئے' مقوقس نے حضور ﷺ کو تحائف بھیجے لیکن مسلمان نہیں ہوا۔

☆ ہوذہ بن علی شاہِ یمامہ کے نام : یہ خط مبارک سلیط بن قیس بن عمرو عامری کو شاہِ یمامہ تک پہنچانے کا شرف حاصل ہوا۔ یہ بادشاہ کفر کی حالت میں مر گیا۔ بعد ازاں اس کا تمام قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

☆ حارث بن ابی شمر حاکمِ دمشق کے نام : شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ کو یہ نامۂ مبارک لے کر جانے کی سعادت ملی۔ لیکن بادشاہ کفر کی حالت پر ہی ہوا۔

☆ منذر بن ساوی کے نام : علاء بن الحضرمی کے ہاتھوں یہ نامۂ مبارک منذر بن ساوی تک پہنچا۔ وہ مسلمان ہو گیا۔ اس کے مسلمان ہونے کے بعد ایک دوسرا خط بھی رسول ﷺ نے اسے لکھا۔

☆ مسیلمہ کذّاب کے نام : یہ خط حبیب بن زید بن عاصم' عبداللہ بن وہب اسلمی' اور سائب بن عوام لے کر گئے۔ مُسَیلمہ کذاب نے حبیب بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ قلم کر دیئے۔ دوسرے دونوں صحابی بچ کر واپس آ گئے اور پورا واقعہ سنایا۔ مسیلمہ کذّاب نے نبوّت کا دعویٰ کیا تھا۔ یہ شقی عہد صدیقی میں وحشی بن حرب کے ہاتھوں واصلِ جہنم ہوا۔

ذیل میں تبرکاً رسولِ گرامی ﷺ کے ایک نامۂ مبارک کا متن پیش کیا جارہا ہے جس کا آغاز بسم اللہ الرحمان الرحیم ہی سے ہوتا ہے۔

نامہ مبارک بنام خسرو پرویز کسریٰ فارس:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ---- مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى كسرىٰ عَظِيْمِ فَارِس سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى وَاٰمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا اَسْلِمْ تَسْلَمْ فَاِنْ اَبَيْتَ فَعَلَيْكَ اِثْمُ الْمَجُوْسِ - (طبقات ابنِ سعد و بلاغ المبین)

"اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے کسریٰ شاہِ فارس کے نام جو ہدایت کی پیروی کرے اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے اس پر سلام۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں تمام لوگوں کی طرف تاکہ جو لوگ زندہ ہیں ان تک اللہ کا پیغام پہنچا دیا جائے اسلام لے آ' سلامت رہے گا پس اگر تو انکار کرے تو تیری گردن پر تمام مجوسیوں کا وبال ہے۔"

بِسْمِ اللہ اور ------ دستاویزاتِ رسول اللہ ﷺ

بیشتر افراد کو رسول اللہ ﷺ نے مختصر تحریریں عطا فرمائیں۔ جن میں بیعت اطاعت یا کچھ ہبہ بصورت زمین وغیرہ کا تذکرہ تھا۔ ان سب کا آغاز بھی آپ ﷺ نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کے مبارک الفاظ سے کیا۔ نبی اکرم ﷺ سے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کی ہم نشینی کے ساتھ ایسی دستاویزات حاصل کرنے والے چند خوش قسمت صحابہ کے نام جو صفحاتِ احادیث اور مختلف کتبِ رجال میں ملتا ہے۔

☆=== زہیر بن اقیش ۔ قبیلہ عکل کی شاخ کے ایک فرد۔ از بلاغ المبین

☆=== مجاعہ بن مرارہ ۔ از بلاغ المبین

☆=== ضحاک بن نعمان بن سعد " " "
☆=== ضمیرہ بن ابی ضمیرہ " " "
☆=== عبادہ بن الاشیب عنزی "
☆=== عامر بن اسود الطائی۔ بحوالہ اسد الغابہ جلد ۲
☆=== بنی اسد کے لئے تحریر۔ خالد بن سعید کے قلم سے "
☆=== عوسجہ بن حرملہ کے نام۔ گواہ علاء بن عقبہ "
☆=== قبیلہ جُہینہ کے بنی شخ کے لئے۔ گواہ علاء بن عقبہ "
☆=== نعیم بن مسعود بن رخیلہ کے نام، بقلم علی رضی اللہ عنہ
☆=== زبیر بن عوام۔ بقلم علی رضی اللہ عنہ بحوالہ طبقات جلد ۳
☆=== ربیع و مطرف وانس کو عقیق عطا کرنے پر۔

علم الاعداد کی روشنی میں .... ۷۸۶ کی حقیقت

تحریر کے آغاز میں بعض لوگ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کی بجائے ۷۸۶ لکھتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ علم جفر کے مطابق بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کا عدد ۷۸۶ آتا ہے، ان کا استدلال یہ ہے کہ خطوط نیچے گرتے ہیں، عموماً لوگ سنبھال کر نہیں رکھتے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم لکھنے سے بے ادبی ہوتی ہے، اس لئے ۷۸۶ لکھتے ہیں تاکہ برکت بھی حاصل ہو اور بے ادبی بھی نہ ہو، بِسْمِ اللّٰہ کی جگہ ۷۸۶ لکھنا کئی وجوہات کی بناء پر غلط ہے جس میں سے چند ایک یہ ہیں۔

(۱) اعداد کا علم حاصل کرنا، اس کی تاثیر کا قائل ہونا، اسے استعمال میں لانا کفر ہے۔ نبیِ اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ ۷۸۶ بھی اسی زُمرے میں آتا ہے۔

(2) بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم لکھنے سے اللہ کے نام کی عظمت، تعریف اور اس سے استعانت کا خیال دل میں ابھرتا ہے جب کہ ۷۸۶ سے ذہن رقم یا قیمت کی طرف جاتا ہے۔

(3) خطوط پر بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم لکھنے سے اس کی بے ادبی ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اپنے خطوط پر اسے رضی اللہ عنہ کیوں تحریر کراتے؟ حضرت سلیمانؑ کیوں لکھتے؟ جب کہ ان رسولانِ گرامی کو یہ بھی معلوم تھا کہ یہ خطوط مشرکوں اور کافروں کی طرف ارسال کئے جا رہے ہیں۔

(4) اگر اعداد کی اہمیت ہے تو پھر یہ طریقہ رسول اللہ ﷺ نے کیوں نہ اختیار کیا۔ نبی اکرم ﷺ کی سنّت کے بعد کوئی نیا طریقہ دین میں جاری کرنا بدعت ہے کیونکہ ۷۸۶ نیا طریقہ ہے لٰہذا بدعت ہے۔

(5) صلح حدیبیہ کے موقع پر معاہدہ نامہ پر بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم تحریر کیا تو کُفّار نے نہ مانا اور کہا وہی لکھو جو ہم لکھتے ہیں یعنی باسمک اللّھم - کاتبِ معاہدہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم کی جگہ باسمک اللّھم لکھنے سے انکار دیا۔ جسے بعد میں رسول اللہ ﷺ نے جھگڑا ختم کرنے کے لئے خود مٹا دیا۔ کہنے کی بات یہ ہے کہ جب صحابہ نے بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم کی جگہ باسمک اللّھم برداشت نہیں کیا۔ صرف اس لئے کہ یہ مشرکین کا طریقہ تھا۔ سنّت نہیں تھا حالانکہ بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ اس کا مطلب بھی یہی ہے اے اللہ تیرے نام سے -بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ بہت سی مسنون دعاؤں سے قبل موجود ہے۔ لیکن تحریر سے قبل مکتوب ہونے کا اعزاز بسم اللہ ہی کو حاصل ہے.....جب باسمک اللّھم برداشت نہیں کیا گیا۔ تو ۷۸۶ غیر مسنون اور بدعی طریقہ ہے .....اسے کیسے ایک مسلمان برداشت کرسکتا ہے؟

(6) بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم کلامِ الٰہی ہے جب کہ ۷۸۶ انسانی ذہن کی دُور از کار اختراع - کلامِ الٰہی کے لکھنے بولنے یا پڑھنے سے ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں - جب کہ ۷۸۶ لکھنے سے انسان ان سے محروم ہوجاتا ہے۔

(7) بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ۷۸۶ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے منصب کا عدد ہے۔ بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم کے ۷۸۶ اعداد ہیں۔ غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ بہت سے

جملوں اور ترکیبوں کے اعداد کا مجموعہ ۷۸۶ ہو سکتا ہے لہٰذا اس اشتباہ والے عدد سے بچنا اور بھی زیادہ ضروری ہے۔
(تفصیل کے لئے دیکھئے "شیعیت کے داغ" مصنّف "نوید احسن ندوی")

بسم اللہ .... شفاء الابدان:

ہمارے رسول ہر جسم و جان ﷺ کے فرمان کے مطابق جس طرح بسم اللہ کے اثرات کسی کام کی تکمیل کے بعد قلبی و روحانی خوشی کی ٹھنڈک عطا کرتے ہیں' اسی طرح ہمارا یقین ہے کہ آپ ﷺ کی عطا کردہ وہ دعائیں جو کسی جسمانی بیماری کے علاج سے تعلق رکھتی ہیں' یقیناً وہ مؤثر بھی ہیں اور کامیاب بھی۔ بات صرف یہ ہے کہ نیّت میں یقین و اخلاص ہو' قلب متوکّل ہو .... آیئے دیکھیں کہ ہمارے رسول ﷺ نے کس بیماری کے لئے بسم اللہ کے شفا بخش نسخہ سے تیار کردہ دعائیہ الفاظ ادا کیئے۔

ہر بیماری کی شفاء کے لئے:

"ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ سفر پر تھے' ایک جگہ اترے' ہم نے وہاں کے اہلِ قبیلہ سے دعوت چاہی۔ انہوں نے انکار کیا۔ ان کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا۔ قبیلہ کے سردار کی لونڈی آئی اور کہا "کیا تم کو بچھو کے کاٹے کا منتر یاد ہے؟" ایک صاحب اٹھے اور کہا "ہاں۔" حالانکہ ہم جانتے تھے کہ اسے منتر نہیں آتا۔ پھر اس نے سورہ فاتحہ پڑھ پر دم کیا وہ اچھا ہوگیا۔ اب ان لوگوں نے ہمیں بکریاں دیں اور دودھ پلایا۔ ہم نے اپنے ساتھی سے کہا "تم نے کیا منتر کیا تھا" وہ بولا "سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تھا۔" میں نے کہا ان بکریوں کو ہاتھ مت لگاؤ جب تک ہم رسول اللہ ﷺ سے پوچھ نہ لیں۔ پھر ہم آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور قصہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اسے کیسے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ دم بھی ہے؟" ان بکریوں کو آپس

میں تقسیم کر لو اور مجھے بھی حصہ دو۔" (کتاب الرقی' صحیح مسلم)

یاد رہے کہ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سورہ فاتحہ کی مستقل آیت ہے۔

ہر چیز کے نقصان سے بچاؤ کے لئے:

حضرت ابان بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو کہتے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"جو اللہ کا بندہ صبح و شام تین بار یہ دعا پڑھ لے اسے کوئی چیز گزند نہیں پہنچا سکتی۔"

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَیْئٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (سنن ترمذی' ابنِ ماجه)

"اللہ کے نام سے آغازِ کار ہے جس کے نام کے ساتھ زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے والا جاننے والا ہے"۔

نظرِ بد اور ہر بیماری سے بچاؤ کے لئے:

حضرت ابو سعید سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السّلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہیں" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں" حضرت جبرائیلؑ نے مندرجہ ذیل الفاظ آپ پر پڑھ کر پھونکے۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْئٍ یُّؤْذِیْکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَیْنِ حَاسِدٍ اَللّٰهُ یَشْفِیْکَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِیْکَ - (صحیح مسلم)

"اللہ کے نام سے تجھے دم کرتا ہوں ہر تکلیف دہ چیز سے' ہر نفس کے شر سے اور حاسد کی نظر سے' اللہ تجھ کو شفاء عطا کرے اللہ کے نام سے تجھ کو دم کرتا ہوں۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ روایت یوں فرمائی ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ یُبْرِیْکَ وَمِنْ کُلِّ دَاءٍ یَّشْفِیْکَ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ وَشَرِّ کُلِّ ذِیْ عَیْنٍ۔ (کتاب الطب و المرض والرقی صحیح مسلم)

"اللہ کے نام سے میں مدد چاہتا ہوں وہ تم کو اچھا کرے گا اور ہر ایک بیماری سے شفاء دے گا۔ اور ہر ایک حسد کرنے والے کی برائی سے جب وہ حسد کرے تم کو بچائے گا اور ہر ایک بری نظر ڈالنے والے کی نظر سے۔"

سنن نسائی میں یہ الفاظ یوں بھی ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ دَاءٍ یَّشْفِیْکَ مِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِی الْعُقَدِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔

درد سے شفاء کے لئے:

مرض اور تکلیف والے کو چاہئے کہ درد کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر تین بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے ' پھر سات بار یہ دعا پڑھے۔

اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ

"میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی اس چیز کی برائی سے جس کو پاتا ہوں اور جس سے ڈرتا ہوں۔"

اس کے بعد معوذتین پڑھ کر دم کر لے ' انشاء اللہ شفاء ہوگی۔ (متفق علیہ)

سنن ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت یوں بھی ہے درد کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر طاق مرتبہ یہ دعا پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ مِنْ وَجَعِیْ

"اللہ کے نام سے میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی اس چیز کی برائی سے جس کو پاتا ہوں اور اس درد سے۔"

پھوڑے پھنسی کے لئے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب کسی کو کوئی تکلیف ہوتی یا

پھوڑا پھنسی ہوتا تو اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا جاتا۔ آپ ﷺ اپنی انگشتِ مبارک کو اپنا لعابِ دہن لگاتے پھر اسے زمین پر رکھتے تاکہ اس پر مٹی لگ جائے پھر انگلی کو تکلیف کی جگہ پر پھیرتے اور ساتھ ساتھ یہ پڑھتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا يُشْفىٰ بِهٖ سَقِيْمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا ۔ (صحیحین)

"اللہ کے نام سے 'ہماری زمین کی خاک کی برکت سے 'ہمارے لعابِ دہن کے طفیل 'ہمارا مریض ہمارے رب کے حکم سے شفاء پائے۔"

متعدّی بیماریوں سے بچاؤ کے لئے:

نبی اکرم ﷺ نے ایک کوڑھی کے ساتھ کھانا کھایا تو یہ دعا پڑھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ ۔ (مسند ابی داؤد)

"اللہ کا نام لے کر کھاتا ہوں اور اسی پر بھروسہ کرتا ہوں۔"

بخار کے لئے:

ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ صحابہ کو بخار کے وقت یہ دعا پڑھنے کی تلقین فرماتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ ۔

(مستدرک حاکم 'ابنِ ابی شیبہ)

آنکھ میں درد یا تکلیف کے لئے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ حَرَّهَا وَبَرْدَهَا وَوَصَبَهَا۔ (سنن ابنِ ماجہ 'نسائی)

اللہ کے نام سے 'اے اللہ دور کردے اس کی ٹھنڈک اور گرمی اور تکلیف

گرتے وقت:

ایک صحابی کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا کہ جانور کا پاؤں

پھسل گیا۔ میں نے کہا شیطان کا ستیاناس ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا "ایسا نہ کہو تمہارے ایسا کہنے سے شیطان خوشی سے پھول جاتا ہے حتیٰ کہ کوٹھے کی مانند ہو جاتا ہے بلکہ بسم اللہ کہا کرو۔ یہ سن کر اسے بڑی ذلّت ہوتی ہے اور وہ سکڑ کر مکھی کی طرح ہو جاتا ہے۔"

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ شیطان کی خوشی کی وجہ یہ ہے کہ انسان جب کسی عمل کو شیطان سے منسوب کرتا ہے تو شیطان یہ سمجھتا ہے کہ اسے میرے بارے میں یہ اعتقاد حاصل ہے کہ میں اس کے افعال پر اثر انداز ہوتا ہوں لیکن جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو اس کی یہ غلط فہمی دور ہو جاتی ہے اور یہ معلوم کر کے اس پر بجلی گر جاتی ہے کہ انسان کا اللہ پر پختہ اعتماد ہے' اور وہ مصیبت اور آفت ٹوٹنے پر بھی اسے فراموش نہیں کرتا۔ (از فتح الرّبانی)

بچوں کے گرنے پر اکثر لوگ بے ساختہ بسم اللہ کہتے ہیں۔ یقیناً یہ اسی فرمانِ نبوّت پر متواتر عمل کا اظہار ہے اور یہ تو آزمودہ ہے کہ بسم اللہ کہنے سے بچّہ چوٹ سے بچ جاتا ہے اگر چوٹ لگے بھی تو تکلیف کا احساس کم ہو جاتا ہے۔

زخم پہنچنے پر:

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ غزوۂ احد پر تمام صحابہ منتشر ہو گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "کون مشرکین سے نپٹے گا؟" سات انصاری آگے بڑھے اور آپ ﷺ کے گرد گھیرا ڈال لیا اور ایک ایک کر کے مشرکین کے نیزوں اور اور برچھیوں سے شہید ہو گئے۔ حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ رہ گئے اور گیارہ آدمیوں کے برابر مشرکین کا مقابلہ کیا۔ ان کے ہاتھ پر تلوار لگی اور انگلیاں کٹ گئیں۔ ان کے منہ سے ہلکی سی "سی" نکلی۔" نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"اگر تم بسم اللہ کہتے تو فرشتے تمہیں اٹھا لیتے اور لوگ دیکھتے رہتے۔" (از رحیق المختوم بحوالہ نسائی)

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو بھی تکلیف پہنچے اس پر صبر کرنا رضائے الٰہی کا موجب ہے۔ ''سی'' کرنا تکلیف کے احساس کا اظہار ہے۔ اگر اس اظہار کے لئے بسم اللہ کہا جائے تو پھر سچ فرمایا ہمارے رسول ﷺ نے فرشتے اٹھالیں اور لوگ دیکھتے رہیں۔

تنگدستی سے بچاؤ کے لئے:

''عبدر بن عبداللہ مزنی کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا ''میں تنگدست ہوں میرے پاس مال ہے نہ دولت'' فرمایا ''جب صبح اٹھو تو کہا کرو۔''

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اَهْلِيْ وَ مَالِيْ وَعَافِنِيْ فِيْمَا اَبْقَيْتَ حَتّٰى لَا احب تعجيل وَمَا اَخَّرْتَ وَلَا تَاخِيْرَ مَا اَجَّلْتَ۔ (الاصابہ ابن اثیر)

''میں نے جب یہ دعا پڑھنا شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے فارغ البال فرمایا۔''

بسم اللہ .... میت کو قبر میں اتارتے وقت

انسان اس دنیا میں ایک خاص وقت تک کے لئے آیا ہے۔ جس کا علم صرف ربِّ واحد ہی کو ہے۔ دینِ اسلام نے انسانی جان کی حرمت کے پیشِ نظر اس کے سفرِ آخرت کو بھی منفرد انداز عطا فرمایا ہے جس میں مرنے والے کی جسمانی عزت و تکریم،

اس کے اخلاق کے بارے بدگوئی سے پرہیز کے علاوہ مغفرت و دعا کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس کا سب سے بڑا طریقہ صلوٰۃ الجنازہ ہے۔ صرف یہی نہیں میّت کو بڑے سکون و احترام کے ساتھ سپرد خاک کیا جاتا ہے۔ اور اپنے دل پر موت اور تصوّرِ آخرت کو طاری کیا جاتا ہے تاکہ ربِّ اکبر کے سامنے انسان جواب دہی سے غافل نہ ہو۔ اس مرحلۂ آخر پر بھی بسم اللہ کو خاص اہمیّت حاصل ہے۔ چنانچہ ابنِ ابی شیبہ اپنے مصنف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کرتے ہیں کہ میّت کی چارپائی اٹھاتے وقت بسم اللہ کہنا چاہیئے۔ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

جب میّت کو قبر میں اتارنے لگتے تو کہتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ - (مسند احمد ' سنن ترمذی ' ابنِ ماجه)

"اللہ کے نام سے رسول اللہ ﷺ کی ملت پر"

بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

"اللہ کے نام سے رسول اللہ ﷺ کی سنّت پر"

☆ ☆ ☆

بسم

اللہ اور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک موحّد لڑکا

نبیؐ اکرم ﷺ نے بتایا کہ پہلی امتوں میں ایک بادشاہ تھا' جو کافر تھا۔ بادشاہ کا ایک تجربہ کار جادوگر بھی تھا۔ جو بادشاہ کی معاونت کرتا تھا۔ جب جادوگر بوڑھا ہوگیا۔ تو بادشاہ نے اس کے پاس ایک لڑکا بھیجنا شروع کیا تاکہ جادو کی تعلیم حاصل کرے۔ جادوگر کے ہاں پہنچنے کے لئے جو راستہ جاتا تھا۔ اس میں ایک راہب بھی رہتا تھا۔ لڑکا روز آتے جاتے راہب کو دیکھتا۔ لڑکے کو راہب سے دلچسپی پیدا ہوگئی۔ اور اس سے دین یعنی عیسائیت سیکھنا شروع کردی۔ کیونکہ اس وقت یہی دین حق تھا۔ اس طرح لڑکا جادوگر کے ہاں بھی جاتا رہا اور راہب کے پاس بھی۔ ایک دن ایک مُوذی جانور بستی کی طرف آنکلا۔ لوگ سخت گھبرائے۔ لڑکے نے سوچا یہ راہب اور جادوگر کی تعلیم آزمانے کا اچھا موقع ہے۔ لڑکے نے پتھر اٹھایا اور کہا یا اللہ اگر راہب کا طریقہ جادوگر کے طریقے سے بہتر ہے تو جانور کو مار دے۔ چنانچہ جانور مرگیا۔ اسی طرح لڑکے کے ہاتھوں کوڑھے اور اندھے بھی شفایاب ہونے لگے۔ بادشاہ کا ایک مصاحب اندھا تھا۔ اس نے سنا تو وہ لڑکے کے پاس پہنچا اور کہا "مجھے اپنے جادو سے اچھا کردے" لڑکے نے کہا "میں کسی کو اچھا نہیں کرتا اللہ کرتا ہے اگر تو اللہ پر ایمان لے آئے تو میں دعا کروں گا کہ وہ تجھے اچھا کردے۔" مصاحب اللہ پر ایمان لے آیا' لڑکے نے دعا کی اور اس کی آنکھیں ٹھیک ہوگئیں۔ مصاحب بادشاہ کے دربار میں پہنچا۔ بادشاہ نے پوچھا تیری آنکھیں کس نے روشن کیں؟ مصاحب نے کہا "میرے مالک نے"۔ بادشاہ بولا "میرے سوا تیرا کون مالک ہے"؟ مصاحب بولا "اللہ"۔۔۔ یہ سن کر بادشاہ کو غصہ آگیا اور کہا تجھے یہ کس نے بتایا۔ مصاحب نے لڑکے کا نام لیا۔ بادشاہ نے لڑکے کو بلایا اور کہا "بیٹا تیرا جادو تو بہت کامیاب ہوگیا تو تو اندھوں کو اچھا کرنے لگا ہے"۔ لڑکے نے کہا نہیں بلکہ اللہ اچھا کرتا ہے۔ بادشاہ نے لڑکے سے پوچھا تجھے کس نے بتایا۔ لڑکے نے راہب کا نام بتایا۔

بادشاہ نے راہب کو بلا کر بہت مارا۔ اور کہا اپنے دین سے پھر جا۔ لیکن وہ نہ مانا۔ بادشاہ نے آرے سے راہب کے دو ٹکڑے کردیئے پھر مصاحب سے کہا دین سے پھر جا۔ مصاحب بھی نہ مانا اور بادشاہ نے اس کے بھی ٹکڑے ٹکڑے کردیئے۔ بادشاہ نے لڑکے سے بھی دین سے پھرنے کو کہا۔ لڑکا نہ مانا۔ بادشاہ نے لڑکے کو مصاحبوں کے حوالے کیا اور کہا فلاں پہاڑ پر چڑھ کر اسے چوٹی سے گرادو۔ لڑکے کو گرانے لگے تو اس نے کہا "یا اللہ مجھے ان کے شر سے بچانا" ناگاہ پہاڑ ہلا۔ چوٹی سے مصاحب گر کر مرگئے۔ لڑکا بچ گیا اور بادشاہ کے پاس چلا آیا۔ بادشاہ نے پوچھا مصاحب کہاں گئے۔ لڑکے نے کہا مجھے اللہ نے ان کے شر سے بچالیا۔ بادشاہ نے پھر لڑکے کو مصاحبوں کے حوالے کیا اور کہا اسے کشتی میں بٹھا کر سمندر کے درمیان جا کر دھکا دے دو۔ لڑکے نے پھر اللہ سے کہا یا اللہ جیسے بھی ہو مجھے ان کے شر سے بچانا۔ کشتی اوندھی ہوگئی' مصاحب ڈوب گئے اور لڑکا زندہ سلامت بادشاہ کے پاس آگیا۔ بادشاہ نے پوچھا مصاحب کہاں گئے۔ لڑکے نے کہا مجھے اللہ نے ان کے شر سے بچالیا۔۔۔۔ بادشاہ نے کہا تو مرتا ہی نہیں؟ لڑکے نے کہا تو مجھے نہیں مار سکے گا جب تک کہ میں خود تجھے اپنے مارنے کی ترکیب نہ بتاؤں۔ بادشاہ نے پوچھا وہ ترکیب کیا ہے؟ لڑکے نے کہا تو مجھے ایک میدان میں سولی پر کس اور میرے ترکش سے ایک تیر لے کر کمان کے اندر رکھ اور "بسم اللہِ رَبِّ الْغُلَام" کہہ کر مجھے مار۔۔۔۔ غرض بادشاہ نے ایسا ہی کیا۔ وہ تیر لڑکے کی کنپٹی پر لگا اور مرگیا۔ یہ دیکھ کر جتنے لوگ موجود تھے۔ سب بول اٹھے ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے۔ بادشاہ نے کہا جس خوف سے لڑکے کو مارا تھا یہ تو وہی ہوا۔ پھر اس نے خندقیں کھدوائیں' ان میں آگ بھڑکائی اور مسلمان ہونے والوں کو ان میں ڈال کر جلا دیا۔۔۔۔ (صحیح مسلم کتاب الزھد قصہ اصحاب الاخدود)

بادشاہ جس ، حق کے آخری فرد (لڑکے) کو مٹانا چاہتا تھا۔ اس فرد (لڑکے) کو

اللہ نے بادشاہ کے شر سے محفوظ رکھا اور اس کی موت، بسم اللہ کہنے سے واقع ہوئی، بسم اللہ کا معجزہ لاکھوں لوگوں کے اسلام لانے کا سبب بن گیا۔ گو بعد ازاں وہ بادشاہ کے ظلم کا نشانہ بن کر منصبِ شہادت پر فائز ہوئے اور بادشاہ ابدی لعنت اور عذاب کا مستحق ٹھہرا۔ سلام ہو اللہ کے نیک بندوں پر۔

بسم اللہ کا ختمِ قرآن

ہمارے ملک میں ایک رسم پائی جاتی ہے جسے بسم اللہ کا ختم قرآن کہتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ قرآنِ پاک کی ہر سطر پر انگلی پھیرتے جاتے ہیں۔ اور بسم اللہِ الرّحمٰنِ الرّحیم پڑھتے جاتے ہیں....... اس مقصد کے لئے بہت سے لوگ مدعو کئے جاتے ہیں ختم قرآن کے بعد دعوتِ طعام ہوتی ہے۔

بسم اللہ پڑھنے کا ثواب اپنی جگہ موجود ہے جس کے ثبوت میں گذشتہ تمام صفحات پیش کئے جا چکے ہیں لیکن یہ طریقہ رسولِ اکرم ﷺ کا نہیں تھا نہ ہی اسے صحابہ کرام نے اپنایا۔ بارگاہِ حق میں وہی عمل مقبول ہوتا ہے جسے حضور ﷺ سے سنت ہونے کی سند مل چکی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

شاید کوئی یہ کہے کہ ہم تو بسم اللہِ الرّحمٰنِ الرّحیم ہی پڑھتے ہیں۔ یہ کام گناہ کیسے ہوا؟ ایسے لوگوں کے لئے عرض ہے کہ رحمتِ عالمین ﷺ نے جس موقع پر جو کہا اور کیا' ہمیں وہ کہنا اور کرنا چاہئے۔ آپ ﷺ نے آیات کی بجائے بسم اللہِ الرّحمٰنِ الرّحیم نہیں پڑھی اس لئے یہ جائز نہیں۔ بسم اللہ کے ختم قرآن کی اس رسم نے اکثر لوگوں کو قرآنِ پاک سیکھنے ہی سے روک رکھا ہے' ان کا خیال یہ ہے کہ ہم بسم اللہِ الرّحمٰنِ الرّحیم پڑھ کر قرآن ختم کر کے تلاوت کا ثواب کما لیتے ہیں' اس لئے قرآن پاک سیکھنے کی کیا ضرورت ؟

حضرت عبداللہ بن عمر کی موجودگی میں ایک شخص کو چھینک آئی اس نے کہا اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے ایک صحیح کلمہ غلط موقع پر پڑھا ہے۔ صلوٰۃ و سلام تو ہم بھی پڑھتے ہیں لیکن چھینک کے بعد ہم وہی کہتے ہیں جو ہمارے حضور ﷺ کہا کرتے تھے یعنی الحمد للہ ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ طرزِ عمل ایسے لوگوں کی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہے۔

بسم اللہ کے درجِ ذیل فضائل حدیث سے ثابت نہیں۔

عوام میں 'بسم اللہ کے بارے کچھ ایسی معلومات پھیل چکی ہیں جن کی تصدیق ہمیں انتہائی تلاش کے باوجود احادیث میں نہیں ملی۔ ہمیں چاہئے کہ دین کے بارے جو کچھ کہیں یا لکھیں وہ پوری تحقیق کے ساتھ لکھیں۔ ورنہ ہر سنی سنائی بات کو آگے بڑھا دینے والوں کے بارے ارشادِ نبوی ﷺ ہے "سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی ہر سنی ہوئی بات آگے کردے"۔ اور یہ بھی فرمان ہے کہ "جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا اس کا ٹھکانہ جھنم ہے"۔(صحیح مسلم)

ہمیں چاہئے کہ جب تک اصل ماخذ قرآن پاک یا کسی مستند مجموعہ حدیث کا حوالہ نہ ہو کسی بات کو حدیث کہہ کر نقل نہ کریں۔

ذیل میں چند ایسی ہی بے بنیاد روایات دی جارہی ہیں تاکہ قارئین اصل اور نقل میں امتیاز کر سکیں۔

☆ــــ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے لوحِ محفوظ کو پیدا کیا۔ پھر قلم پیدا کیا۔ قلم سے کہا لکھ۔ کہا کیا لکھوں فرمایا لکھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ــــ چنانچہ قلم اسے ایک ہزار برس تک لکھتا رہا' حضور ﷺ فرماتے ہیں جب مجھ پر بسم اللہ نازل ہوئی تو تمام چرند و پرند نے کان لگا دیئے ہوائیں بند گئیں۔ پہاڑوں

میں اس قدر غل مچا کہ اہلِ مکہ پکار اٹھے کہ محمد ﷺ کے جادو نے پہاڑوں پر بھی اثر ڈال دیا ہے بسم اللہ کے ذریعے قابیل نے نجات پائی ۔ جب فرعون کے ظلم حد سے بڑھ گئے۔لاکھوں بچوں کو اس نے قتل کردیا۔ مسلمان ہونے والے جادوگروں کو سولی پر لٹکا دیا۔ موسیٰ ؑ فرعون پر عذاب آنے کی دعا کرتے رہے عذاب نہ آیا۔ جبرائیل ؑ نے موسیٰ ؑ کو کہا فرعون کے محل کی طرف دیکھو دیکھا تو اس پر بسم اللہ لکھی تھی ۔ جبرائیل ؑ نے کہا جب تک یہ محل پر تحریر ہے اس پر عذاب نہیں آسکتا۔میدانِ محشر میں کہا جائے گا امتِ محمدیہ ﷺ دوسری امتوں پر اس لئے غالب آگئی کہ وہ اپنی نمازوں میں بسم اللہ پڑھا کرتے تھے ۔ بسم اللہ حضرت آدم کی پیشانی پر ۔ جبرائیل ؑ کی پیشانی پر۔ حضرت موسیٰ ؑ کے عصا پر ۔ حضرت عیسیٰ ؑ کی زبان پر اور سلیمان ؑ کی انگوٹھی پر لکھی ہوئی تھی۔

جس شخص کے نامۂ اعمال میں ۳۰ بار بسم اللہ لکھی ہوئی ہوگی وہ دوزخ سے نجات پائے گا۔ جو بسم اللہ صدقِ دل سے پڑھے پہاڑ اس کے لئے دعا مانگتے ہیں۔ بندہ بسم اللہ پڑھتا ہے تو جنت کہتی ہے اللہ کے بندے حاضر ہوں بسم اللہ کی وجہ سے امتِ مسلمہ خسف ، مسخ ، اور قذف سے محفوظ رہے گی۔ جو بسم اللہ کو ۷۰ بار کسی طلسم پر دم کرے جادو فوراً دور ہوگا۔ جو روزانہ ۱۵۰ بار پڑھے اسے اسرار باطنی حاصل ہوں گے۔

مصادر

1-- ترجمۂ آیات از تفہیم القرآن

2-- صحیح بخاری

3-- صحیح مسلم

4-- سنن ابی داؤد

5-- سنن ترمذی

6-- سنن نسائی

7-- سنن ابنِ ماجہ

8-- مؤطاامام مالک

9-- طبرانی

10-- صحیح ابنِ حبان

11-- المشکوٰۃ المصابیح

12-- سنن بیہقی

13 مسند ابنِ ابی شیبہ

14-- تیسیر الوصول فی احادیث الرسول

15-- مستدرک حاکم

16-- تحفتہ المودودفی احکام المولود - ابنِ قیم رحمتہ اللہ علیہ

17-- طبقات ابنِ سعد

18-- تفسیر ابنِ کثیر

19-- لغات القرآن

20-- شرح اسمائے حسنیٰ - مولانا سید محمد سلمان منصور پوری

21-- اُمّ الکتاب -- مولانا ابو الکلام آزاد

22-- الحج و العمرہ -- عبدالعزیز بن عبداللہ

23-- رحیق المختوم -- مولنا صفی الرحمٰن مبارکپوری

24-- بلاغ المبین --- مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی

25-- الجہاد فی الاسلام ' مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ

26-- کتاب الصیام ' مؤلفہ محمد اقبال کیلانی